





(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) - ۱ - ۱۹۵۵ء مطابق ۲۶ اگست ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعہ:

# اہل بیت منافی حالات

(از جناب حضرت القرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب خطبہ جامع مسجد شہر لالہ اھوی)

قوله تعالى: رَوَّادُكُمْ وَلَوْ كُنْتُمْ تَفْقَهُونَ  
سَيَبْلِي اللَّهُ أَمْوَالَكُمْ بِكُلِّ أَحْيَاءٍ (الانبیاء)  
(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں تباہ کئے جائیں۔ انہیں مردہ  
میت کہہ کر زندہ ہیں۔

حضرات آج میں اہل محرم الحرام کی مناسبت سے  
تقریباً اہل مسلمان کے زیر غور ان کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

## امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب

ہم اہل سنت والجماعت تمام اہل بیت رضوان اللہ  
تعالیٰ علیہم اجمعین کی ویسی ہی عزت کرتے ہیں اور ان کے  
سچی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں جس طرح شیعیہ صاحبان  
ان کے مداح اور ان کی محبت کے دعویدار ہیں چنانچہ  
عقیدہ اہل سنت میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
مناقب کا مؤثر ملاحظہ ہو۔

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه  
الآية: كَذَّبُوا آبَاءَكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَنِسَاءُكُمْ  
اللَّهُ صَبَّيْهُمُ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمْ عَلَيْهِمْ وَطَائِفَةٌ  
حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هَذَا أَهْلُ  
بَيْتِي - (رواہ مسلم)

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب  
یہ آیت نازل ہوئی "كَذَّبُوا آبَاءَكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَنِسَاءُكُمْ"  
تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ اور فاطمہؑ  
اور حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ میرے  
اہل بیت یہ لوگ ہیں۔

عن النبی قال: لَنْ يَكُونَ أَحَدًا أَشْبَهَ  
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْحَسَنِ بْنِ  
عَلِيٍّ وَكَانَ فِي الْحُسَيْنِ أَيْضًا مَا كَانَ أَشْبَهَهُمْ  
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ خَالٍ  
(ترجمہ) حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا  
کہ حسن بن علی سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔ اور حسین کے متعلق  
بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی سب سے بڑھ کر رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

عن زيد ابن اسلم ان رسول الله صلى  
الله عليه وسلم قال لوليتي وخاطمتي  
الحسين والحسين انا كرب لعمري كل من  
وسمته لعمري سألهم

ترجمہ: - زید بن اسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ  
حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے متعلق فرمایا کہ میری اس  
سے لڑائی ہے جو ان سے لڑے گا اور جو ان سے صلح  
کرے گا میری اس سے صلح ہے۔

یہ مناقب مشتمل نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتے  
ہیں۔ اگر سب جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو  
سکتی ہے۔

جس طرح ان مناقب سے اہل سنت والجماعت اتفاق  
رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس اندوہناک درد انگیز داستان  
ظلم و ستم یعنی حادثہ شہادت امام حسینؑ سے بھی سنیوں  
کا اتفاق ہے۔ چنانچہ احباب کی اطلاع کے لیے اس  
کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔  
اس کے بعد حضرت مولانا نے واقعہ کربلا کے

تفصیلی حالات بیان فرمائے۔

## واقعات متعلقہ کربلا کی تمہید

حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی میں ان کا بیٹا یزید بنی ہمد  
مقرر ہو چکا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید نے  
اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۰ رجب ۴۰ سنہ ۶۰  
میں ہوا۔ یزید نے تمام ملکوں میں اپنے حکام کی طرف فرامین  
بھیجا کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت کی جائے۔ اسی  
ضمن میں اس نے مدینہ منورہ کے حاکم ولید بن عقبہ کو لکھا۔  
کہ امام حسینؑ سے یزید کے حق میں بیعت لی جائے۔ امام حسینؑ  
نے بیعت نہیں کی کیونکہ یزید باغی و مشرک اور ظالم تھا۔  
اس کے بعد امام حسینؑ ۱۸ شعبان ۴۰ سنہ کو مکہ معظمہ  
رودانہ ہو گئے۔ اور مکہ معظمہ میں جا کر قیام فرمایا۔

## اہل کوفہ کی طرف سے دعوت

حضرت علیؑ نے جو کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا ہوا  
تھا اس لیے وہاں اہل بیت کے طرفداروں کی تعداد  
زیادہ تھی۔ انہوں نے امام حسینؑ کو تقریباً ڈیڑھ سو خطوط  
لکھے کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیے ہماری جان اور  
مال آپ کی مدد کے لیے حاضر ہیں۔ امام مدوح نے اپنے  
چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ سے بیعت لینے  
کے لیے بھیج دیا۔

مسلم بن عقیل کا کوفہ میں قیام اور بیعت لینا  
جب امام مسلم بن عقیل کوفہ میں پہنچے تو مختار بن عبید کے  
مکان پر پھرتے۔ اور امام حسینؑ کے لیے بارہ ہزار سے

بھی زیادہ آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب  
مختار بن عبید صبحا جی جو حاکم کوفہ تھا۔ انہیں اس کا علم  
ہوا۔ تو انہوں نے لوگوں کو ڈانٹا۔ فقط ڈانٹنے پر ہی اکتفا  
کی۔ اس سے زیادہ کسی کو کچھ نہ کہا۔

مسلم بن یزید حضری اور عمار بن ابی بکر بن عقیل نے  
یزید کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اس پر یزید نے مختار بن  
عبید صبحا جی کو معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ عبید اللہ بن زیاد  
کو بصرہ کے حاکم کو معین کر دیا۔

عبید اللہ بن زیاد کا حاکم کوفہ ہو کر آنا  
عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے کوفہ آیا۔ اور رات کے وقت  
اہل حجاز کے لباس میں کوفہ میں داخل ہوا۔ تاکہ لوگ ان کے  
سے سمجھیں کہ امام حسینؑ تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں نے  
امام مصیوت کا خیال کر کے اس کا استقبال کیا۔ اس کے  
آگے آگے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے۔ اے رسول اللہ  
کے بیٹے نہیں مرجاؤ۔ عبید اللہ بن زیاد نے کوئی جواب  
نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سرکاری مکان میں داخل ہو گیا۔ صبح  
لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور اپنی حکومت کی سند پڑھ کر ساری  
انہیں دھکی دئی۔ اور یزید کی محافت سے دریا۔ اور مسلم  
بن عقیل ہائی بن عروہ کے مکان میں چھپ گئے۔ عبید اللہ  
بن زیاد نے محمد بن اشعث کو فوج دے کر ہائی بن عروہ  
کے مکان پر بھیجا۔ ہائی بن عروہ اور اہل کوفہ کے تمام  
مرداروں کو گرفتار کر دیا۔ مسلم بن عقیل کو جب یہ اطلاع  
پہنچی۔ تو انہوں نے بھی اپنے پیروکاروں کو جمع کیا۔ ان  
کے ساتھ چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ انہوں نے عبید اللہ  
بن زیاد کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے ان  
فدوی سرداروں سے کہا کہ تم اپنے آدمیوں کو سمجھ دو کہ  
وہ مسلم بن عقیل کی رفاقت سے باز آجائیں۔ ان لوگوں کے  
سمجھانے سے چالیس ہزار میں سے فقط پانچ سو آدمی  
مسلم بن عقیل کے پاس رہے۔ باقی سب جنگ کئے تھے۔  
مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے۔ اب وہ تیر ہوئے کہ کیا کریں۔  
ایک عورت کے گھر میں آئے۔ اس سے پینے کے پانی  
مانگا۔ اس نے پلایا۔ اور اپنے گھر میں انہیں ٹھہرایا۔ اس  
بڑھیا کا بیٹا محمد بن اشعث (جس کا پہلے ذکر آچکا ہے  
جس نے کوفہ کے آدمیوں کو قید کیا تھا) کا دوست تھا۔  
اس نے کربلا کا شہادت سے کہہ دیا۔ اس نے عبید اللہ بن زیاد  
کو اطلاع دے دی۔ عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن حبیب  
کو وال شہر اور محمد بن اشعث کو بھیجا۔ انہوں نے آکر  
اس بڑھیا کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن مسلم تو اس وقت  
کربلا آتی کے لیے تھے۔ محمد بن اشعث نے انہیں امان  
دے دی۔ اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گرفتار کر  
کے لے آئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے انہیں قتل کر دیا  
اور ہائی دجن نے مسلم بن عقیل کو پناہ دی تھی) کو سولی پر  
چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ۳ رذی الحج ۴۰ سنہ کا ہے۔ اسی کے  
ساتھ ہی عبید اللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل کے دونوں بیٹے  
(محمد اور ابیہم) بھی قتل کر دیے۔ اور اسی تاریخ کو  
(باقی اہل بیت)



# خبر روزہ خدام الدین لاہور

جلد (۱)

۲ ستمبر ۱۹۵۵ء

## مراکش اور الجزائر

گزشتہ ہفتہ سے الجزائر اور مراکش میں سامراجیوں کے مقامی مسلمانوں پر بے انتہا ظلم اور تشدد کی روح فرساکہری مومل ہو رہی ہیں۔ ہزاروں مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ اور ابھی تک فرانسیسی پرمیت پرستوں جباری ہے۔ تادمین گرام جانتے ہیں کہ ان مسلمانوں کا تصور صرف یہ ہے کہ وہ موجودہ سلطان جو سفید فنام آقاؤں کی کٹھ پتلی ہے۔ اس کو تسلیم نہیں کرتے اور سابق سلطان جو ایک سال قبل معزول ہوئے تھے ان کو پسند کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جب مظاہرے ہوئے تو فرانسیسی فوج کو کھلی چھٹی مل گئی کہ چلتے چاہیں مظاہرین ہلاک کرتے جائیں۔ یہ خونیں ہول ابھی بند ہونے میں نہیں آئی۔

لیکن سب سے زیادہ افسوس ان لوگوں پر ہے۔ جو کے ہاتھوں میں آج سیاہ عالم کی مٹان ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں انسانوں کو ہلاک کیا جا رہا ہے مگر سب کے منہ پر مہر لگی ہوئی ہے۔ کہ وہ فرانس سے پوچھیں کہ کس جرم کی پاداش میں ہتے مسلمانوں پر توپوں کے منہ کھولی دئے گئے ہیں۔ کیا امریکہ اس مسئلہ کو فرانس کا داخلی معاملہ سمجھتا ہے؟ کیا ہزاروں مسلمانوں کی زندگیاں کا معاملہ ان کیلئے ہوا بازوں کی عارضی نظر بندی سے بھی کم اہم ہے۔ جن کو چھڑانے کے لئے امریکہ اشتراکی چین سے مفاہمت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ آج جمہوریت کے سب سے بڑے دعوئے دار روس کو کیا ہو گیا۔ جو مغربی طاقتوں سے ہر بات پر ملکر لیتا ہے۔ لیکن اپنے سیاسی سریف فرانس کو اس جنگزدیت پر بڑا ٹوک

بھی دے سکا۔ انگریز اس معاملہ میں کیوں بے تعلق ہیں؟ اقوام متحدہ اور نام نہاد حفاظی کونسل کیا حقیقتاً طاقتوں کے مفاد کے لیے حرکت میں آتی ہے۔ جنوبی اور شمالی کوریا میں جنگ شروع ہونے سے اگر چند گھنٹوں کے بعد حفاظی کونسل کے فیصلے سطح زمین پر پھیل جاتے ہیں تو مراکش کے باشندوں پر ظلم و تشدد کے اتنے دن گزرنے کے بعد بھی یہ خاموش کیوں ہے؟

لیکن..... فیصلوں سے انصاف کی توقع رکھنا مراسر غلطی ہے۔ اگر ان میں سے کسی کا اپنا مفاد خطرہ کی زد میں ہوتا تو فرانس کو خیال نہ تھی کہ ٹوک سوزن سے بھی مراکش مسلمانوں کو تکلیف دے سکتا۔ ہم اسلامی ممالک سے بھی سوال کا حق رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے جہانوں کی زندگیوں سے بے اعتنائی کیوں کر رہے ہیں۔ اب ایک پاکستان سمیت کسی بھی اسلامی ملک نے بربریت پسند فرانس سے اس ظلم پر احتجاج کیا نہیں کیا۔ اگر سارے اسلامی ممالک قومی اخوت کو بروئے کار لاتے۔ اور اس قتل عام پر فرانس سے باز پرس کرتے تو اس کا نتیجہ مراکش مسلمانوں کے حق میں یقیناً اچھا نکلتا۔ لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ انبیاء کی طرح یہ بھی محض اس خوفی ڈرامے کے تماشا بنے ہوئے ہیں۔ کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ ہندوستان یا چین یہ جاپان بیان بازی کی ابتداء کریں۔ اور یہ ان کی اقتدار میں ایک بیان دے دیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ خدا کے سے ہماری نصیحت آواز ان کے کانوں تک پہنچ جائے کہ وہ حق تقاضے کی بارگاہ میں جوابدہ

ہیں۔ کہ من حیث القوم مسلمانوں کے لیے انہوں نے کیا کیا؟ کیا وہ اس قتل عام پر فرانس سے احتجاج بھی نہ کر سکے؟ کیا اس فرانس سے جس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں وہ مغربی اور تجارتی تعلقات بھی منقطع نہ کر سکے؟ یوم حساب آنے والا ہے اور شہید اپنے خون کا ہر ایک سے مولد کرے۔ دالے میں بڑوں سے بھی اور ان سے بھی جو اس برائی پر پھوسٹے دیدوں سے دیکھتے رہے۔

آخر میں ہم اپنی حکومت سے مخاطب ہوتے ہیں کہ یہ صحیح طور پر پاکستان کے باشندوں کے جذبات کی اقوام عالم میں ترجمانی کرے اور بتائے کہ عالم اسلام کی بہنیاں مراکش مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ بالخصوص ہم اپنے وزیراعظم سے جو امور خارجہ کے بھی سربراہ ہیں مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد از جلد اپنے مانگدوں کے فدیہ سے اس معاملہ کو مجلس اقوام متحدہ اور حفاظی کونسل میں پیش کروائیں۔ مراکش مسلمانوں سے اظہار ہمدردی اور ان کی مالی اعانت بھی کریں۔ نہ صرف ان کو خوش کرنے کے لیے بلکہ حق تقاضے کو بھی جن کے وہ بندے ہیں اور مرد کائنات کو بھی جن کی وہ امت ہیں۔ ہم شہداء مراکش کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں راسخاں نہ بنائے دیں۔ بلکہ مراکش کے باشندوں کو بروہی اقتدار سے نجات دیں۔ ہم عنایاں مراکش کے لیے استغاثت کی بھی دعا کرتے ہیں۔ رب العزت ان کو حق پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کی قربانیوں کے عوض ان کا جی روٹا فرمائے۔

### ساختہ گجرات :

ہمارے لیے کتنی ظلم کی بات ہے کہ ہم اس "پاک" سرزمین پر ایک بے بس بہن کی عزت و عصمت اور جان و مال کی حفاظت نہ کر سکے۔ اور دوسرے جب وہ ہماری سفاکی اور بے حیثی کا شکار ہو رہی گئی تو ہم اس جانکاه حادثہ کے مجرموں کو قتل و غارتگری سے بے خبر رہے۔

اخبارات کے وادیا کرنے پر حکومت پنجاب نے تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا اور کہ تھا کہ عدلیہ انصاف کی راہ میں اند و دوسوچ (آتی نکلے)



# یوم شہادت جہولیت

از جناب ماسٹر لال حسین صاحب انگریزی اسکول بی۔ بی۔ سی۔

میں نے آج کر بلا کی نضاٹوں کو خطاب کرنے کے لیے قلم نہیں اٹھایا۔ میں محرم کا مہینہ نہیں کہ تو حرم کی تیاری میں مصروف نہیں ہوں میں حضرت امام حسینؑ کے عشاق میں چند آنسو بہا کر شامل ہونے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ میں خاندانِ سادات کی بے کسی اور بے مروت سامانی کا نقشہ کھینچنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔ اگرچہ چاہے محمدؐ کی آمد نے تمام مسلمانوں کو عالم کے دلوں میں ایک بے چارہ درد عم پیدا کر دیا ہے۔ اگرچہ اسلام کے نام پر ہوا شہداء کی شہادت کبریٰ پر تاقیامت اٹلک ہائے لاکھوں بہائے رہیں گے۔ اگرچہ میرے تصورِ رات کی دنیا میں بھی سادات کے جلتے ہوئے جسمے۔ کٹے ہوئے بازو اور بگڑے ہوئے خاندانِ رسالت کے کھائے پھول علیٰ صغر و علیٰ کبر اور عوفی و محمدؐ ہیں۔ اگرچہ میں بھی چشمِ دل سے شہداء کے سروں کے جلوس اور اونٹوں پر بکڑی ہوئی ستارہ زادیاں دیکھتا ہوں۔ اور میرے کانوں میں بھی اپنا تک آہ و بکاہ کی صدا آتی ہے۔ مگر آج میں اس صفتِ ماتم میں ایک نیا نالہ ایک نیا شیون بند کرنے والا ہوں۔

ادھر دل کا ہے۔ پیام اور میرا پیام اور ہے عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی و جاہلیت پیغمبرانہ اور صفاتِ مرسلانہ کا ایک اکمل نمونہ تھی۔ ہمارا ایمان شاہد ہے کہ خزانہ اولین و آخرین کی حیاتِ طیبہ کا ہر لمحہ لاکھوں محجزات کا حامل تھا۔ اور ادھر دستورِ الہی رہا ہے کہ آفتابِ نبوت کی پہلی کرن کے منصف شہور پر چمکتے ہی اولادِ آدم کے شہداء علی الاصل اور صدیقین اپنی گردنیں جھکا دیتے رہے ہیں۔ وہ محجزات کا مطالعہ نہیں کرتے۔ بلکہ وہ پیغمبرِ وقت کی عذبی کو اپنی فلاح و نجات کا وسیلہ سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک پیغمبرِ خدا کا چاند جیسا چہرہ۔ خدائی آواز اور کوفی اخلاق و کردار ایمان لانے کے لئے کافی ہوتے ہیں وہ اس مبارک انسان کی آواز پر لبیک پکارتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کے آخری دم تک اس رستہ پر ہی گھڑی رہتے ہیں۔ نہ ایک گروہ اور بھی ہے۔ جو محجزات کو دیکھتا بھی ہے۔ مگر پھر بھی اپنے کفر پر قائم رہتا ہے۔ مولانا روم نے ان دونوں گروہوں کا فرق یوں بیان کیا ہے۔

محجزہ خود دوست ازہی۔ بوجہ لب لباب  
دید و نفوذ و شرف ازہی۔ کہ خاک  
لبیک آن مدین حق مہر خدایست  
گفت این رو خود گوید غیر راست

ان دونوں گروہوں کے علاوہ ایک تیسرا گروہ بھی ہے۔ جو حالات اور ماحول سے مرعوب ہو کر ظاہری طور پر مسلمانوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ مگر در پردہ اسلام اور دعائی اسلام کے خلاف اپنی تخریبی کارروائیوں میں ہمیشہ مشغول رہتا ہے۔ اس کی حالت شیطان لعین سے مشابہ ہے

غرق اندر در زم خیرہ شر ہنوز  
صد پیا مبر دیدہ و کانہ منہ مہنوز

آدم ہر مردعا۔ امام الانبیاء کی بغضت کے موقع پر پہلے گروہ کے متنازعہ سر پر آورہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے دوسرے طبقے کا سر گروہ ابو جہل تھا۔ اور تیسرے کا امام عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اب قیامت تک اولادِ آدم اتنی تین ائمہ کی قیادت میں کم و بیش بٹی رہے گی۔ خصوصاً پرفتنہ کی مبارک زندگی میں جس طرح اسلام کے پرستاروں نے اپنے مال و جان قربان کر کے اپنی اسلام دوستی کا عملی ثبوت پیش کیا۔ اسی طرح ابو جہل۔ ابوبکر اور عتبہ نے علانیہ کر کے اپنی اسلام دشمنی کا اظہار کیا۔ اور ادھر مدنی زندگی میں عبداللہ بن ابی ریحانہ انفقین نے اسلام کی جڑ کاٹنے کے لیے ہر طرح کی ریشہ دوانیوں کو جائز سمجھا۔ یہودیوں اور کافروں کے ساتھ مل کر بڑی سے بڑی سازشوں کے شاخساروں کو قائم کیا۔ امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر ہتائی عظیم باندھا۔ اور جب جنگ احد کا موقع آیا۔ وہ تین سو ہزار فوجیوں کو لے کر سرور کائنات کی قیادت سے علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ قرآن عزیز نے اس بد طبیعت گروہ کے ایمان و عمل کی قلعی کو بار بار کھولا۔ مگر نبی اکرمؐ کے عفو عام نے ان کے ساتھ ہمیشہ رحمت و مروت ہی کو روا رکھا۔ اور اس فتنہ بازوں کے کفن کے لیے وہ کہہ بھیجا۔ جس میں انوارِ نبوت کی ہینوں سے آمیزش ہو جی مٹی۔ لہذا وہیں نشین کر لیجئے کہ وہ نامزد و رگہ اپنی مخلوق۔ جو سید اکو من کی مرسلہ اور مشفقانہ دعوت سے بھی ہمت ایمان حاصل نہ کر سکے۔ وہ عہدِ خلافت میں کیونکہ ہدایت یافتہ ہو سکتی تھی۔

گر نہ بنید بدو نہ شہرہ چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گشتاہ

حق کہ سیدنا فاروق عظم نے حبیب بن مسلمہ سے سوال کیا۔ کہ کیا میرے عمال میں کوئی منافق بھی ہے؟ تو انہوں نے انبات میں جواب دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ مجھے اس کا نام نہ بتائیں۔ اگلے دن خود ہی اپنی بصیرت سے بھانپ کر اس کو مڑول کر دیا۔ یا در بے کہ منافقین کے اس گروہ کی کامیابی کی ابتداء حضرت عمرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت میں ہوئی۔

پڑہ ہوئی۔ انہی لوگوں کی ریشہ دوانیوں آخر کار میدانِ کربلا کی صورت میں منظرِ عام پر آئیں۔ اور دنیا مائلوں سے دلدار کیا کہ خاندانِ سادات کے چشم و چراغ انہی لوگوں کے ہاتھوں نہایت بے رحمی سے ذبح ہوئے۔ جس کی زبوں پر بوجہ حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کربلا چارہی تھا۔ میں نے سابقہ سطحوں میں میدانِ کربلا کے سانچہ کرکٹ کے اسباب اور عواملِ بعیدہ کی طرف چند اشارات کر دئے ہیں۔ میں نے ابتدا میں ہی عرض کر دیا ہے کہ میں شہیدوں کی تپھرائی ہوئی آنکھیں اور خاکِ خون میں اٹی ہوئی مبارک لاشیں مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس سے مقصود بالذات صحت و نفاذِ حاکم ہوتا ہے اور ہم غلامانِ محمدؐ کو شہداء کے کر بلا کی مطلوبی پر رونا حضرت زین العابدینؑ سے ورنہ میں ملا ہے۔ انہی

آیا جان! آپ ہر وقت کہیں  
روتے رہتے۔ جواب میں ارشاد  
فرمایا۔ بٹیا ہے  
تو نہ دیدی واقعات کیطاعت دیدہ ام  
تاریخ اپنے آپ کو دھرائی ہے۔ پرانے واقعات  
میں لباس پہن کر آئے۔ دلِ ظاہر ہوتے تھے۔ میں ایضاً  
آفرینش سے معرکہ حق و باطل قائم رہا ہے اور قیامت تک  
قائم رہے گا۔ یہ دو متضاد چیزیں ہر زمانے میں ایک  
دوسرے سے بڑا کر رہی ہیں۔ قرآنِ عزیز کی خبر کے  
مطابق یہ وہ ایکشن ہے جو کائنات کی ہر لہری میں لڑا  
گیا۔ قرآن پاک میں صرت چھپیں خدائی CANDIDATES  
علیم السلام کے اسمائے گرامی نظر آتے ہیں۔ کہیں حضرت  
نوح علیہ السلام اور قوم نوح کا تذکرہ ہے۔ جس میں حضرت  
نوح کا بیٹا کفالی بد نصیب اپنے شفیق باپ اور صریح  
وقت کے خلاف و ط دیتا ہے۔ کہیں عیسیٰ علیہ السلام  
علیہ السلام اور تھوڑے کے انتخابی مناظرے اور عوڑا دیا گیا  
ہیں۔ کسی جگہ کلیم اللہ اور ہارون علیہما السلام کی فرعون  
کے جادو گروں سے جنگ آزمائی ہو رہی ہے اور  
اکثر مقامات پر مکہ کے کھار کعبہ اللہ کی کعبہ پر واری  
اور حجاج کی سقائی کے عہدہ جلیلہ کی حفاظت میں  
سید الانبیاء اور آپ کے مسکین اصحاب کرام پر پھرا  
کر رہے ہیں۔ الغرض یہ

ستیزہ کار رہا ہے۔ ازل سے تا ابد  
چسراغ مصطفوی سے منراہی ہو  
دور حاضر کیا ہے؟ اور اس کے شب و روزہ کن  
کن واقعات سابقہ کے آئینہ دار ہیں۔

اسی ہفتہ ہم یوم شہادت مناسبتیں میں ہیں موجودہ  
حالات میں کس طرح زندگی بسر کرنا چاہئے؟ اسلام کیا  
ہے؟ اور کس طرح زندہ رہ سکتا ہے؟  
یہ چند سوالات ہیں۔ جس پر غور کیا جائے گا۔

(بقہ ص ۵ پر)



# یاد وطن

(جلاوطن مجاہدِ مکر کش مجاہدِ نائز)

(از خنیاں منظور سعید صاحب جالندھری)

تڑی آغوش میں جو دن گزارے یاد آتے ہیں  
 کبھی فرشِ زمیں پر سبزے کا عالم ہے آنکھوں میں  
 مرکش کی زمیں پر روشنی جن کی چمک سے تھی  
 دیارِ غیر میں ممکن نہیں ہے دید بھی جن کی  
 تڑی آتش توائی نے لگادی آگ گلشن میں  
 نظر میں خار بن کر چھپرہ ہاتھ سے تلّت کا  
 ابھی مشکل ہے دل کا بے نیازِ درد ہو جانا  
 ہزاروں کارواں اتنک سے منزل نہیں پہنچے  
 وہ مجھ کو وطن غربت کے مارے یاد آتے ہیں

ہمیں برباد کرنے کا تہیں غم ہونہ ہو لیکن  
 ہمیں تو آجتا حسان تہا کے یاد آتے ہیں



# جلسہ ذکر

آج سورہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۵۵ء کے بعد خدو من و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے جو تقریر فرمائی وہ درج ذیل ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دُشمن دین نبوی اور اولاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الدِّیْنِ  
اصطفیٰ ابنا بعد افران مجید میں اللہ تعالیٰ کا  
ارشاد ہے : یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَقِمُوْۤا  
اَدْوَابَکُمْ وَاَوَّلَادَکُمْ عَلٰی مَذَہَبِکُمْ  
فَاَحْذَرُوْهُمَّ ذٰلِکُمْ یَوْمَ تَرْکَبُوْنَ  
تَوَجُّہًا لِّیْ اٰیٰمَانَ وَاَوَّلٰہِ اَیْمَہِ تہادی بیویوں  
اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ پس ان  
سے بچتے رہو۔

یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بیوی اور اولاد دشمن ہوگی  
بعض بیویاں اور اولاد دشمن ہوں گی۔ اس آیت  
کا مطلب بیان کرنے سے پہلے تہدید کے طور پر  
ایک حدیث شریف عرض کرنی چاہتا ہوں :-  
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ  
نَحْنُکُمْ اَوَّلُ النَّاسِ فِیْ جَمَاعَةٍ کَذٰلِکَ یَوْمَ الْمُنَافِیْنَ  
اَلْصِّیغَةُ وَالْفَوَاحِشُ رَدِّیْنَتْنِیْ ہُنَّ جَنِّیْنَ  
اکثر انسان نقصان اٹھانے والے ہیں رذہ و  
نعمتیں ہیں، صحت اور فراغت، لوگ ان دونوں  
سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت  
دی ہے۔ مگر وہ صحت کی حالت میں خدا کو یاد  
نہیں کرتے۔ جب بیمار ہو گئے۔ تو پھر کیا یاد آگئی  
کریں گے؟ فراغت ہے مگر اس سے فائدہ اٹھا کر  
یاد الہی نہیں کرتے۔ معروفت ہو گئی۔ تو دل جاہلیہ  
بھی تو ڈراگئی ذکر کیسے گئے۔ مثلاً گھر میں کوئی بچہ  
یا بوجھ لہو گئی۔ اب دن کو دفتر اور راستہ کو بیمار  
کی تیار داری میں بسر ہونے لگے۔ یاد آگئی کہ لئے  
وقت ہی نہیں ملتا۔ جب گھر میں تندرست ہے  
اس وقت خدا کو یاد نہ کیا۔ اب ذرا شوق پیدا ہوا  
تو کہ نہیں سکتے۔ فرصت ہی نہیں ملتی۔ درس میں شریعت  
کے لئے وقت نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے

یہی خبردار نہیں کی۔ اگر بارش ہو تو بیوی نماز کے لئے  
مسجد میں جانے سے روکتی ہے۔ اگر میان نہ ملے  
تو پھر کتنی ہے کہ دیکھنا باہر پھیلے ہوگی۔ تسبیح  
کربائیے گا۔

بیوی اور اولاد دونوں مَرْکَۃُ الْاَقْدَامِ  
ہیں۔ بہت سے مردان کے تعلقات کی بنا پر  
پھسل جاتے ہیں۔ اکثر اس دلدل میں پھنسے ہوئے  
ہیں۔ اور اللہ کے ارشاد کے مطابق اس سے  
بچتے نہیں۔ ان کو بیویاں اور اولاد لے ڈوبتی ہیں  
مثلاً بیوی چاہتی ہے کہ لڑکی بٹل سے میٹرک  
میں داخل ہو جائے۔ اور پھر ایف۔ اے اور  
بی۔ اے ہو جائے۔ تاکہ کوئی اچھا رشتہ مل جائے  
وہ خاوند کو کسی نہ کسی طرح رضامند کر لیتی ہے۔  
یہ فکر نہیں کہ اس کا ایمان بھی بچ جائے۔ یہی حال  
لڑکوں کا ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ وہ بھی بی  
ہو جائیں۔ ان کے ایمان کو بچانے کی فکر نہیں  
کرتیں۔ خود لڑکے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں  
اور تمام اعتراضات و اذیت وصول کرنا چاہتے ہیں۔  
میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا اسکول اور  
کالجوں میں دین سکھایا جاتا ہے۔ پورا دین نہ  
سہی۔ کیا نکل ہی پڑھایا جاتا ہے۔ بیوی میسر  
ہوتی ہے۔ مگر اولاد کی محبت کے باعث دونوں  
گمراہ ہو جاتے ہیں۔

عربی کا مقولہ ہے۔ حدیث نہیں۔

النَّاسُ عَلٰی دَرَجٰتٍ مَّا کَسَبُوْا

دوگ اپنے بادشاہوں کے واسطے پہنچتے ہیں  
موجودہ نواب بہادر علی کے دادا اور پردادا ڈاڑھی  
رکھتے تھے تو ان کے وزراء کی بھی داڑھیاں تھیں جو وہی

رحیم بخش مرحوم وزیر تھے مگر ان کی داڑھی تھی۔ اب نواب کے  
داڑھی نہیں تو اب سب نے داڑھیاں منڈوا دیں عام  
خلبان طبقہ کے طور و اطوار کو اختیار کرتے ہیں جدھر  
حکمران طبقہ کا رخ ہوتا ہے۔ اوسری قوم کا رخ  
ہوتا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے جدھر انگریز  
حاکم تھا۔ جہاں نوجوان بھی اوسری جاہد با تھا۔ پکن  
بننے کے بعد بھی نوجوان کا رخ اسی طرف ہے۔ واکرٹ  
پشاور پہنچتا تھا۔ یہ بھی کوٹ پٹون پہنچتے ہیں۔ وہ کھڑے  
ہو کر پیشاب کرتا تھا۔ یہ بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرتے  
ہیں۔ اس نے داڑھی منڈوانی شروع کی تو یہ بھی  
منڈوانے لگے۔ کرزن نے مچھیں صاف کر دیں  
تو انہوں نے بھی منڈوا دیں۔ انگریز نے نیشنل ایمل  
بلی ہوائے تو ہمارے نوجوان نے بھی اس کی تقلید  
کی۔ اسلام یکسر بگڑ گیا چاہتا ہے۔ دورنگی کو پسند  
نہیں کرتا۔

دورنگی چھوڑے یک رنگ ہو جا

سزا سزا موم ہو یا سنگ ہو جا

اسلام کتا ہے۔ کمر کے بال ہا ہر ہوں لیج سا  
رکھو یا سارے منڈوا کر دو۔ یہ نہیں کر سگے بڑے  
اور پیچھے چھوٹے کر والے۔ گویا ہمارے نوجوان کو  
اتباع تو کرنا چاہئے تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا مگر وہ انگریز کا اتباع کر رہے ہیں۔

لفظ ازواج صحیح ہے زوج کی۔ اور یہ لفظ عام  
ہے۔ اگر مستورات غلط ہوں تو کس جانے کا۔  
کہ تمہارے خاوند تمہارے دشمن ہیں۔ قیامت کے  
دن بے دین اولاد والہ دین پر لعنت کی دعا کہے گی  
وَقَالُوا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَکُمْ اَمَّا وَاٰمَنَّا  
فَاَحْلُوْا لَنَا السَّیِّئَاتِ اَلَّہُ رَبَّنَا اِنَّا کُنَّا ضَالِّیْنَ  
مِنَ الْعَذَابِ وَالْحَیْجُ لَکُمْ اَمَّا وَاٰمَنَّا  
رَبُّہُ ۲۴ سورۃ الاحزاب سورۃ ۸  
اور کہیں گے رب ہم نے کیا مانا اپنے سرداروں کا  
اور اپنے بڑوں کا۔ پھر انہوں نے ہیں رسیدے ہر سہ  
سے بگاڑ دیا ہے رب اہما سے ان کو دھن مذاب دے۔  
اور ان پر بڑی لعنت طویل۔

وہ باہر گاہ الہی میں عرض کریں گے کہ اے اللہ  
ہمارے آبا اور اماں پر بڑی لعنت بھیج انہوں نے  
ہمیں اسکول اور کالج کا دروازہ تو دکھلایا مگر مسجد کا دروازہ  
نہ دکھلایا۔ اولاد کو محض مغربی تعلیم دلانے کا یہ نتیجہ ہوگا  
چونکہ یہ جہلۃ الاقدام ہے۔ اس لئے اللہ نے اس کے  
پہلے منہ پر دیا۔ مغربی تعلیم کے باعث علم کے گھروں  
میں نارا کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ میں اس تعلیم کا  
مخالف نہیں ہوں۔ لیکن اس تعلیم کے زہریلے اثرات  
سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں  
دونوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے۔ اگر آپ امرتسا  
رکھ کر ان کو قرآن کی تعلیم نہیں دلا سکتے۔ تو ان کو



# اسلام میں نماز کی اہمیت

— از حاجی کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن مقیم شاہ عالمی لاہور —

آج کل دین کی طرف سے جولا پرواہی برقی جاری ہے، وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ حتیٰ کہ اہم ترین عبادت نماز جو بالآخر سب کے نزدیک ایمان کے بعد تمام ذرائع پر مقدم ہے اور قیامت میں سب سے پہلے ای کاملاً اہم ہوگا اس سے بھی غفلت کی جا رہی ہے بہت سے گھر ایسے ہیں گے کہ اگر کسی گھر میں دس افراد ہیں تو دس کے دس بے نماز۔ گویا گھر کا گھر اللہ کے نام سے خالی۔ اس سے بڑھ کر یہ دین کی طرف متوجہ نہ ہونے والی کوئی آواز کا نون تک نہیں پہنچتی۔ تبلیغ کی کوئی سورت بار آور نہیں ہوتی۔ خدا بھلا کرے انجن خدام دین کا کہ اس نے اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا بیعت روزہ اخبار جاری فرما کر ایک اہم قدم اٹھایا ہے چنانچہ اسی کے ذریعہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلی ہوئی یہ کمال کی باتیں پیش کی جاتی ہیں خدا قبول فرمائے اور عملوں کو عمل کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

تین تہ کے لوگ نماز کے بارے میں نظر آتے ہیں، ایک وہ جو سرے سے نماز ہی کی پرواہ نہیں کرتے دوسرے وہ جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر جماعت کا خیال نہیں رکھتے اور تیسرے وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اور جماعت کا بھی اہتمام کرتے ہیں مگر لا پرواہی اور ہر طرح سے پڑھتے ہیں۔ پانچویں اسی منہ سب سے غرض کرتا ہوں

یاد رہے نماز کا نام ہے

کلمہ نماز روزہ حج و زکوٰۃ نیز

حضور کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے

نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ یہ پانچ چیزیں ایمان کے پڑے

ایمان اور اہم ارکان ہیں۔ حضور نے اسلام کو ایک عجیبے سے ساتھ تشریف دی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہے

کلمہ پاک تو درمیان ہی کی طرح ہے اور نماز۔ روزہ حج اور زکوٰۃ ان چار ستونوں کی بجائے ہیں جو چاروں

کونوں پر ہیں۔ اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اگر یہ لکڑی موجود ہو اور چاروں طرف کے کونوں میں کوئی سی لکڑی نہ ہو تو خیمہ قائم تو ہو سکتا

لیکن جو بنے کوئی کی لکڑی نہیں ہوگی وہ طرف نشا نص اور گری ہوئی ہوگی۔ اب یہ لوگو! کو خودی اپنی اپنی حالت پر غور کر لیں چاہئے کہ اسلام کے اس عجیبے کو ہم نے کس درجہ تک قائم کر رکھا ہے، اور اسلام کا کون سا رکن ایسا ہے

جس کو ہم نے اس قدر بے خیالی رکھا ہے کہ اسلام کے یہ

پانچوں ارکان نہایت اہم ہیں حتیٰ کہ اسلام کی بنیاد نہیں کو قرار دیا گیا ہے اور ایک ایمان کے لئے حیثیت مسلمہ ہونے کے بعد سب کا اہتمام نہایت ضروری ہے، مگر ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے، حضور سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے ارشاد فرمایا کہ نماز پھر نہیں کیا کہ اس کے بعد فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک۔ پھر نہیں کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل ہے فرمایا۔ جہاد۔ گویا ایمان کے بعد سب سے مقدم نماز ہے یعنی بہترین عمل جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا وہ نماز ہے۔

ایک مرتبہ حضور صمدی کے موسم میں باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ درختوں کے پتے گر رہے ہیں آپ نے ایک درخت کی چوٹی پر تھمے میں پکڑی تو اس کے پتے اور بھی گر گئے، فرمایا مسلمان! بڑھ جب افسوس کے ساتھ اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں۔ جیسے یہ پتے درخت سے گرتے ہیں یعنی فحاش سے نماز پڑھنے والے کے سارے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک بھی نہیں رہتا۔ مگر کیونکہ بغیر توبہ کے گناہ نہیں ہوتے۔ اس لئے نماز کے ساتھ توبہ و استغفار کا اہتمام بھی ہونا چاہئے۔ البتہ اتنی شانہ اپنے فضل سے کسی کے کبیر بھی معاف نہ فرمادیں تو درہم برابری اسے مسلمان سے اول تو کبیرہ گناہ کا صادر ہونا ہی مشکل ہے اور اگر ہو بھی گیا تو بغیر توبہ کے اس کو صحت پرانا مشکل ہے مسلمان کی مسلمانی شان توبہ ہے کہ جب اس سے کبیرہ صادر ہو جائے جتنا کہ روپیہ گرا اس کو صاف نہ کر لے۔ اس کو صحت ہی نہیں آتا۔ البتہ صغیرہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف سے اوقات توجہ نہیں ہوتی ہیں اور وہ باقی رہ جاتے ہیں جو نماز وغیرہ سے معاف ہو جاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص انعام کے ساتھ نماز پڑھیں وہ خود ہی نہ معلوم توبہ و استغفار کتنی بار کرے گا اور نماز کی آخری دعا اللہ صمدی رقی و ملکیت لفظی ان میں تو توبہ و استغفار خود ہی موجود ہے بہت سی روایات ہیں کہ سزا کو بھی اچھی طرح سے کرنے کا حکم آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احباب و مستجاب کی تحقیق کر کے ان کا اہتمام کرے مثلاً انہیں کے علاوہ ایک سنت اس کی مسواک بھی ہے جس کی طرف عام طور سے لوگ توجہ نہیں کرتے اور یوں ہی مومن سب بات سمجھ کر اتنے بڑے ثواب اور فوائد سے محروم رہتے ہیں حدیث شریفہ میں آیا ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے چوبیس سو

کے چوبیس حصے شرف ہے، افضل ہے ایک حدیث میں ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو کہ اس میں دس ثواب ہیں۔ مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔ ۲۰ فرشتوں کو مسواک کرنے والا بڑا پیارا لکھتے ہیں ۳) مسواک شیطان کو نقصہ دلاتی ہے ہر مسواک اللہ کی رحمت کا سبب ہے۔ ۵۔ یہ سزا کو صاف کرتی ہے۔ ۶۔ مسواک ہون کو قوت دیتی ہے۔ ۷۔ منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ ۸۔ اور بدبو کو زائل کرتی ہے۔ ۹۔ بچھ کو دور کرتی ہے۔ ۱۰۔ مسواک کو رفع کرتی ہے اور گناہ کو تیز کرتی ہے۔ علاوہ اس کے مسواک کرنے والے کو تین وقت کو شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے۔ اور بالمقابل اس کے انہیں کھانے والے کو کھانا نہیں دیتا یہ انعام تو صرف مسواک کی بدولت ملا اور اگر کوئی وضو کو اچھی طرح سے کرے تو پھر سزا کے تمام اعضا صحت میں روشن اور چمکدار ہوں گے۔ بہت سے حضور فرماتے آج بھی کو پہچان لیں گے۔

ایک دفعہ حضور نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک شہزادی جو جس میں وہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا ہرگز نہیں یا رسول اللہ! فرمایا یہ سال پانچ نمازوں کا ہے کہ ہر بار تھکے الٹی کی وجہ سے اپنے بندوں کے گناہوں کو زائل اور صاف فرماتے ہیں اور تم جانتے بھی ہو کہ یہ پانچوں نمازیں تو درمیان اوقات کے کفارہ ہیں۔ یعنی ایک نماز سے دوسری نماز تک جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں۔ وہ نماز کی برکت سے صاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے ایک اور مثال دیکر سمجھایا کہ ایک شخص کو کوئی کارخانہ ہے جس میں وہ کچھ کاروبار کرتا ہے اور جس کی وجہ سے اس کے بدن پر کچھ گرد و غبار اور میل کچیل لگ جاتا ہے اس کے کارخانے اور مکان کے درمیان پانچ نہیں پڑتی ہیں جب وہ کارخانے سے گھر جاتا ہے تو ہر مرتبہ غسل کرتا ہے۔ اسی طرح سے پانچ نمازوں کا حال ہے کہ جب بھی دینی اوقات میں کچھ غرض وغیرہ ہوتی ہے تو نمازوں میں دعا اور استغفار کرنے سے، اللہ تعالیٰ اس کو صاف فرماتے ہیں ان شاء اللہ کے حضور کا مطلب اس امر کا سمجھا دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سزا کو گناہوں کی معافی میں بہت قوی تاثیر عطا فرمائی ہے اب اگر ہم خدا کی اس رحمت اور وسعت معفرت اور لطف و کرم سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اپنی کچھ کوتاہی سے خیال فرمائیے کہ ہم لوگ گناہ کرتے ہیں اگر انہیں اللہ تعالیٰ عفو فرمائیے کہ ہم نے انہیں عفو فرمایا ہے اس کا مقصد توبہ تھا کہ قادر ملحق کے ہاں سے سرور سزا ہوتی ہے اور اپنے گناہ کو بخشے مگر اللہ کے کرم کے قربان نہ ہوں گے انہی فرمایا اور حکم دیا کہ سزا کے قافی کا طریقہ بھی بتا دیا اگر ہم اس کے فیض نہ اٹھائیں تو ہماری حقارت بہت زیادہ ہوگی اور اللہ



تو عطا کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا کہ ہر شخص جو تیرے بار بار کہے کہ تم مجھے پڑھو گے اور پھر آنکھ نہ کھلے تو اس کا ثواب اس کو ملیگا۔ اور سونا مفت میں رہے۔ کیا ٹھکانے سے اللہ کی دین اور عطا کا۔ جو کہ اس طرح اپنی عطاؤں اور بخششوں کو لٹاتا ہو۔ پھر اس سے زمین کتنی سخت محرومی اور کتنا زبردست امتحان ہے مناسب علماء کو امتحان سے بچانے۔ آمین۔

حضور کو عیب کوئی سخت امر پیش آتا۔ تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہوتے تھے۔ اس لئے کہ نماز اللہ کی بڑی رحمت ہے ہر پریشانی میں اور ہر متوجہ ہو جانا گویا اللہ کی رحمت کو جوش میں لانا ہے۔ اور سب رحمت الہی مددگار ہو تو پھر کمال محال ہے کسی پریشانی کی جواب دہی رہے۔ جب آمد صبحی تھی تو حضور فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے اور جب آمد شامی بند ہو جاتی مسجد سے نکلتے۔ جب صبح یا چاند گرہن ہوتا تو حضور فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے نیز بے انبیاء کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ سفر میں تھے راستہ میں اطلاع ملی کہ بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ اونٹ سے اُترے اور گھٹن نماز پڑھی پھر اُٹھ کر فراراً لکھنؤ پہنچے پھر فرمایا کہ ہم نے وہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور قرآن پاک کی آیت **وَاسْتَجِیْبُوا لِلصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ تِلٰوَتِ** فرمائی، یہی حضرت ایک دفعہ کہیں تشریف لے رہے تھے کہ ان کے بھائی کے انتقال کی خبر ملی راستہ سے ایک طرف مہلے کر دو رکعت نماز پڑھی اور انقیات میں بہت دیر تک دعائیں پڑھتے رہے۔ انہیں کا ایک اور واقعہ ہے کہ اذواج مطہرات میں سے کسی کے انتقال کی خبر ملی تو مسجد میں گئے۔ کسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی کہا کہ حضور کا ہم کو یہی ارشاد ہے کہ جب کوئی حادثہ دیکھو تو مسجد میں زمانہ میں مشغول ہو جاؤ۔ اس سے بڑا اور کی حادثہ ہوگا کہ اُمّ المؤمنینؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبادہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو جو لوگ وہاں جمع تھے۔ ان سے فرمایا کہ میں ہر شخص کو اس سے روکتا ہوں کہ وہ مجھے نہ لے۔ اور جب میری روح نکل جا تو ہر شخص وضو کرے پھر مسجد جائے اور نماز پڑھ کر میرے واسطے استغفار کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے **وَاسْتَجِیْبُوا لِلصَّلٰوةِ وَالصَّلٰوةِ تِلٰوَتِ** فرمایا ہے اس کے بعد مجھے قبر کے گڑھے میں پہنچا دینا۔ حضرت ام کلثومؓ کے حادثہ حضرت عبدالرحمنؓ کے بارے میں فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی سی حالت ہو گئی کہ سب نے انتقال ہو جانا تو بیکار کیا۔ حضرت ام کلثومؓ اٹھیں اور نماز کی نیت ادا نہ کی۔ نماز سے فارغ ہو میں تو حضرت عبدالرحمنؓ کو بھی اُٹھا دیا ہو گیا۔ لوگوں سے پوچھا کہ میری حالت موت کی سی ہو گئی تھی۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا۔ کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ چلو حکم

الہی میں کی بار بار میں تمہارا فیصلہ ہونا ہے وہ مجھے لینے لگے۔ تو تیسرے فرشتے آئے اور ان دونوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ۔ یہ ان لوگوں میں جس جن کی قسمت میں سلوت اسی وقت، لکھ دی گئی تھی، حسب یہاں کے سپیٹ میں تھے اور ابھی ان کی اولاد کو ان سے اور فائدہ حاصل کرنے میں اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہے پھر انتقال ہو گیا۔ حضرت نصرؓ کے ہیں گو دن کے وقت ایک مرتبہ سخت اندھیل ہو گیا۔ میں دوڑا ہوا حضرت اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ پائنت کیا کہ حضورؐ کے زمانہ میں بھی کبھی ایسی غیبت آئی ہے فرمایا خدا کی پناہ۔ حضورؐ کے زمانہ میں تو زرا بھی ہوا تیرا بیٹی تھی۔ تو ہم سب مسجودوں میں دوڑ جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی۔ عبد اللہ ابن سلامؓ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ کے گرد اہل پرکشی تسم کی لگی پیش آتی۔ تو ان کو نماز کا حکم فرماتے، ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ کہ جس شخص کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے، دینی ہو یا دنیاوی اس کا تعلق مالک الملک سے ہو یا کسی آدمی سے۔ اس کو چاہئے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جلّ کی حمد و ثنا کہے اور پھر دو رکعت تشریف پڑھے اس کے بعد اپنی حاجت پیش کرے۔ تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔ پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا، وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی حاجتوں کا ذکر کر دینا طلب کرتے تھے، کہتے ہیں۔ کہ میں نے ایک فقی تھا جس پر لوگوں کو بہت تھوہ تھا۔ امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان رو بہ رو دینا بھی لے جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک شخص اس کو مارا پھینکا کہاں کا مارا وہ ہے قتل کرنے لگا۔ فلاں شہر کا۔ یہ کہنے لگا۔ مجھے بھی جانا ہے میں پاؤں سے چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کا یہ پر مجھے خیر پر سوار کر لے۔ قتل نے اس کو منظور کر لیا۔ وہ سوار ہو گئے۔ راستے میں ایک دورا چھ ملا سوار نے پوچھا۔ کہ صحر کو چلنا چاہتے۔ قتل نے شروع عام کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا کہ یہ دو سوار راستہ قریب کا ہے اور عافد کے لئے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر جو تیرے قتل نے کہا۔ میں نے یہ راستہ دیکھا ہی نہیں۔ سوار نے کہا۔ کہ میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں قتل نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ اسی راستے کو چلے تو تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشت کی جگہ پر پہنچا ہو گیا۔ جہاں بہت سے گڑھے پڑے تھے وہ شخص سواری سے اُترا اور گڑھے میں کھال کر قتل کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قتل نے کہا کہ ایسا نہ کر، یہ خیر اور سامان سب کچھ لے لے ہی تیرا مقصود ہے اور مجھے قتل نہ کر۔ وہ نہ مانا۔ اور تسم کھالی کہ پہلے مجھے ماروں گا۔ پھر یہ سب کہوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک دھمکی قتل نے کہا۔ کہ اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے سے۔ اس نے قبول کیا اور پیش کر کہا جلدی سے

پڑھوئے، ان مردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی۔ مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ قتل نے نماز شروع کی۔ اللہ شریف پڑھ کر سورہ بھی پڑھ کر آئی، اور وہ ظالم کھڑا تھا کہ رہا تھا کہ جلد ہی ختم کرے۔ بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی۔ **اَفْکُنْ مِیْحِیْبَ الْمُنْکَظِلْ اِنَّا کَعَادَ الْاِیْمِرِ** یہ پڑھ رہا تھا اور وہ تھا کہ ایک سوار زوردار ہوا جس کے سر سے ٹھکڑا ہوا خود دلوہے کی ٹوپی تھا، اس نے تیرہ مار مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا جس جگہ وہ ظالم مرکز گرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اُٹھنے لگے، یہ نمازی بے اختیار جیب میں گر گیا، اللہ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا۔ اس سے پوچھا کہ خدا کے لئے آتا ہوں کہ تم کون ہو کیسے آئے ہیں نے کہا۔ کہ میں اُفقین پیچھے لڑتا تھا۔ ظالم ہوا اب تم اُٹھاؤ ہو جہاں پناہ ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ وہ قتل نمازی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کی مصیبتوں سے بھی اکثر غلات کا سبب ہوتی ہے اور کون قلب تو حاصل ہو تلیہی کے ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا۔ اس لئے کہ جنت میں جانا میری اپنی خواہش کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میرے مولائی رضا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بڑا قلیل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا ٹھیکہ جو یعنی اہل عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو نماز سے دافر حصہ اس کو لا ہو سو ذری صرٹ لگے اس کے تیل ہر جس پر میرے کہ صحر گار ہے۔ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو۔ گناہی میں پڑا ہو۔ جلدی سے مرنے سے میلٹ زیادہ ہو نہ لکھنے والے زیادہ ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو۔ گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ شانہ اس دن وہ گناہ جو پچھلے ہوئے ہوں وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں سے کیا ہو وہ گناہ اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرمادیتے ہیں جو حضرت اہل کشت ہوتے ہیں ان کو گناہوں کا خیال ہو جانا عسوس بھی ہوتا ہے چنانچہ حضرت امام عظیمؒ کا مشہور قصہ ہے کہ وہ صحر کا پانی گتے ہوئے ہم عسوس فرماتے تھے کہ کوئی گناہ اس میں تو حل رہا ہے۔ باقی رہا یہ کہ کسی شخص کو اس بات سے معذور بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یعنی اس شخص پر کہ نماز گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گناہ پجرات نہیں کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ ہم لوگوں کی نماز اور عبادت جیسی ہوتی ہیں ان کو اگر حق تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے قبول فرمائیں تو ان کا لطف احسان و انعام ہے، ورنہ ہماری عبادتوں کی حقیقت نہیں خوب معلوم ہے۔ اگرچہ نماز کا یہ اثر ضرور ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں مگر ہماری نماز بھی اس قابل ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس وجہ سے گناہ کرنا کہ میرا مالک کہیم ہے۔ معاف کرنے والا ہے یہاں



# سفرنامہ مقامات مقدسہ

(۹)

## بیت المقدس

انرجیاب خان عبدالحمید خان صاحب - غیر دروازہ لاہور

مسجد اقصیٰ سے چند میل دور موضع ورق سلیمان گئے۔ یہاں وہ تین سالہ سبب تک موجود ہیں جو حضرت یونسؑ کے بچپن سے بنوائے گئے۔ چونکہ اس سال بارش نہیں ہوئی اس لئے ان تالابوں میں پانی نہیں تھا۔

حضرت عزرا علیہ السلام

قریب ایک ایک گاؤں میں حضرت عزرا علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے حضرت عزراؑ کا مزاد ہے جس پر ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ قرآن حکیم میں سورۃ البقرہ سورۃ توبہ میں آپ کا ذکر آیا ہے۔ سورہ بقرہ میں تو اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جب انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ سورہ بقرہ آیت ۲۵۹ "حضرت عزراؑ نہیں شاہ بخت نصر بیت المقدس دیوان کرنے کے بعد بہت سے نئی اسرائیل سمیت قید کے بابل میں گیا تھا۔ جب قید سے رہا ہوا کہ آئے تو شہر آجڑا ہوا دیکھ کر دل میں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اس شہر کے رہنے والوں کو کیونکر زندہ کرے گا۔ اور یہ شہر دوبارہ کیسے آباد ہوگا۔ چنانچہ حکم الہی وہیں اُن کی روح قبض ہوگئی اور سواری کا گدھا بھی مر گیا۔ اور تین سو برس تک اسی حال میں رہے۔ اس آئنا میں بخت نصر بھی مر گیا اور وہ شہر بھی دوبارہ آباد ہو گیا تب اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر کے فرمایا کہ "تو اس جگہ کشتی نبت رہا" انہوں نے کہا "ایک دن کچھ کم"۔ فرمایا "تو یہاں تلویر میں رہا۔ اپنا کھانا پیتا دیکھ کہ وہ جگہ انہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ لے اور ہم نے تجھے دوبارہ زندہ کیا تاکہ تجھے لوگوں کے لئے ایک نمونہ بنائیں اور دیکھ کہ اس گدھے کی بوسیدہ ہڈیوں کو کس طرح اٹھا کر ہم جوڑ دیتے ہیں۔ اور ان پر گوشت پڑھا دیتے ہیں پھر سب اللہ کی قدرت سے یہ سب حال ان پر ہوا کھج ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (ان تفسیر تیسیل القرآن)

سورہ "یہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس خیال کی یوں تردید فرمائی ہے کہ حضرت عزراؑ یا حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے تھے بہت غلط اور یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عزراؑ اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ صرف ان کے منہ کی بات ہے کوئی اس کی صدا اور دلیل موجود نہیں۔ ان کی بات بالکل دیسی ہی ہے جیسی ان کفار کی جو ان سے پہلے

ہو گئے۔ یہی انہیں خدا کی ماریدہا راستہ چھوڑ کر کہا جیکے بارہ ہیں۔" (ان تفسیر تیسیل القرآن)

خیال الرحمان

یہ شہر بیت المقدس سے بیس میل کے فاصلے پر اورانیاسیدنا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نام پر آباد ہے۔ اچھا خاصہ پتھر کا شہر ہے۔ اور چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اس لئے کسی زمانے میں اسے "کر جنہ الاربعہ" کہا جاتا تھا۔ اس کا موجودہ عربی نام "خلیل" یا بخوبی صدی ہجری میں لکھا گیا مشہور سیاح ناصر خسرو کا بیان ہے کہ میں نے اسے وہ یہاں آیا تو اس کو مشہد اخیل بھی کہتے تھے جس کے معنی "مزار دوست" کے ہیں اس مقام کے مطلق بتایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہیں آکر قیام فرمایا تھا یہاں مدد سے بھی ہیں۔ شہر میں داخل ہوئے تو ہر طرف فوج در فوج بچے نظر آئے۔ بی بی مریم زدرہ نے بتایا کہ یہاں ایک ایک مرد تین تین چار چار شاہ دیاں کر لیتے ہیں اور ایک ایک عورت سے چار چار پانچ پانچ بچے پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے تو میں اس کو "بچوں کا شہر" کہا کرتی ہوں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ

یہیں وہ اول العزم بیت شمس پیر حضرت ابراہیم خلیل اللہ آرام فرما ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے توحید کا کلمہ پڑھا۔ چاند سورج اور ستاروں کی چمک دیکھ کر آپ کو وہو کا دینا چاہا۔ لیکن جب وہ غروب ہو گئے۔ تو حضرت ابراہیمؑ کا ارشاد ہے کہ یہ خدا نہیں ہو سکتے۔ آپ کا باپ آذر بت ساند تھا۔ لیکن اول العزم دنیا بت شکن ہوا۔ آنکھوں کے سامنے وہ سماں پھر گیا جب آپ نے مندر کے تمام بتوں کو ٹوڑ کر کہا تھا ابراہیمؑ بت کے گند سے پرہیز کر دیا تھا اور جب ان بت پرستوں نے پوچھا کہ "ہمارے خداؤں کو کس نے ٹوڑا ہے" تو آپ نے فرمایا کہ "یہ تمہارے اچھے خدا ہیں۔ تو انہیں بھول کر کہے۔ اور پھر اس بت سے کیوں نہیں پوچھتے جو جو تمہارے خیال میں تمہارا حاجت مند ہے اسے جس کے گندھے پر کہا تھا ہے" اس پر یہ لوگ آپ کو کڑو کر اس وقت کے بادشاہ نمرود کے پاس لے گئے۔ اور جب اس نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ "بتا تیرا خدا کون ہے" تو آپ نے کہا کہ "میرا خدا زندہ کرنا

اور مارتا ہے۔ اس پر نمرود نے ہتھکڑیاں لگا کر اسے قید کر دیا ہوں کسی مجرم کو مارتا کر دوں یا کسی بے گناہ کو تختہ دار پر لٹا دوں آپ نے فرمایا "اچھا میرا خدا تو شر سے آفتاب کو طلوع کرانے تیری خدائی میں جب انوں جب تو مغرب سے سورج نکال کر دیکھتا ہے اس پر نمرود نے جواب ہو گیا اور غلیس جھانکتے ہوئے حکم دیا۔ کہ ان آگ میں چھینک دیا جائے" ایک بہت بڑا آگ تیار کیا گیا۔ اور جب وہ دوزخ کی طرح بھڑک رہا تھا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس آتشکدہ میں چھینک دیا۔ خداوند کریم نے آگ کو ٹھنک دیا کہ فائدہ کوئی بڑا دلاؤ! (سورۃ انبیاء آیت ۶۸) یہی اسے آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو گیا۔ اور حکم خداوندی سے وہ آتشکدہ گل و گلزار میں تبدیل ہو گیا۔ یہ وہی ابراہیمؑ ہیں۔ جن کے دو بیٹوں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحقؑ سے پتھر پیدا ہوئے اور پھر خدا کی راہ میں قربانی کی۔ یہ نظیر مثالی پیش کی۔ کہ اپنے نعت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کرنے پر تیار ہو گئے۔ جن کے مقدس ہاتھوں سے کعبہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور جن کی دعا نے آج اس داؤدی غیر فری زریع کو دنیا جہان کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا ہے جو مسلمانوں کا قبلہ ہے اور جہاں ہر سال اقصیٰ عالم سے لاکھوں حاجی جگہ کے لئے آتے ہیں

حضرت سارہ زدرہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مدفن کے سامنے ہی آپ کی حرم محترم حضرت سارہؑ کی قبر ہے جو حضرت اسحقؑ کی والدہ تھیں۔ اسی گنبد کے اندر حضرت اسحقؑ اور ان کی بیوی کی قبریں ہیں۔ تھوڑے ہی فاصلے پر حضرت یوسفؑ آرام فرما ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت اسحقؑ کے چھوٹے اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ اور بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ ایک تو آپ بے انتہا حسین اور خوبصورت تھے دوسرے چھوٹے ہونے کی وجہ سے باپ کو بے حد عزیز تھے اور یہ کسی وقت ان کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے۔

حضرت یوسفؑ کا تعویذ

حضرت یوسفؑ "ابو نیکی ہی کے کہ خراب میں دیکھا کہ گیارہ سال سے اور چاند سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے خواب سنا تو سختی سے منہ کر دیا کہ اپنے دوسرے سوتیلے بھائیوں کو یہ خواب نہ سنائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے خلاف کوئی بُری تدبیر کریں۔

یوسفؑ کے ساتھ باپ کے پیار کو بھائیوں نے نہ کر سکے۔ اور سب نے مل کر صلاح کی کہ یوسفؑ کو ٹوکا نہ لگا دیا جائے۔ چنانچہ وہ باپ کو مجبور کر کے یوسفؑ کو اپنے ہمراہ باہر لے گئے۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی حفاظت کی بہت تاکید فرمائی جس پر بیٹوں نے باپ کو یقین دلایا۔ کہ ہم پوری طرح



یوسف کی حفاظت کریں گے۔

باہرے جا کر بھائیوں نے یوسف کو ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور وہ تے ہوئے گھر واپس آئے اور باپ سے کہا کہ "یوسف کو بھڑیا لگا گیا ہے۔" اور ثبوت میں یوسف کا خون آلود کرتابیش کر دیا۔ بوڑھے باپ کے لئے سوائے صبر و شکر کے اور چارہ ہی کیا تھا۔ باقی تمام عمر فراق یوسف میں روتے کٹی۔ اور آنکھوں سے نابینا بھی ہو گئے۔

ایک قافلے نے حضرت یوسف کو کنوئیں سے نکالا اور مصر میں لے جا کر عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضرت یوسف کے سن و جمال نے عزیز مصر کی بیوی کو اس قدر فریفتہ کیا کہ وہ سو جان سے آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ اس نے ہر چند حضرت یوسف کو ورغلائے کی کوشش کی مگر کوئی تسوائی نہ ہو سکی۔ آخر ایک دن اس نے موقع کو جادہ حق سے نہ ہٹا سکا۔ آخر ایک دن اس نے موقع پا کر کمرے کے دروازے بند کر لئے اور حضرت یوسف کو بکڑنا چاہا۔ آپ وہاں سے بھاگے تو اس نے پیچھے سے کرتے کا دامن پکڑ لیا۔ حضرت یوسف نے جو زور لگایا۔ تو کرتے کا دامن پھٹ گیا۔ حضرت یوسف جو نہی بھاگ کر دروازے پر آئے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کہ شاہ مصر دروازے پر کھڑا ہے۔ اب عورت کا کمر ایک نئی صورت میں ظاہر ہوا۔ اُس نے چلانا اور دھنا شروع کر دیا۔ کہ اس خدام نے اس کی عورت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ اس پر شاہ مصر غضب ناک ہو گیا۔ مگر عزیز مصر کی بیوی کے ایک دانے نہ کہا۔ کہ اگر کرتے کا دامن آگے سے پٹنا ہے تو یوسف مجرم ہے اور اگر پیچھے سے پٹنا ہے تو یہ ساری کارستانی تیری بیوی کی ہے۔ اس پر عزیز مصر کو حضرت یوسف کی بے گناہی کا یقین ہو گیا۔

قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کے حسن و جمال کی اللہ تعالیٰ نے بڑی تعریف کی ہے کہ اس واقعہ سے عزیز مصر کی بیوی شہر میں بہت بدنام ہو گئی اور اس پر ہر طرف سے انگلیاں اٹھنے لگیں۔ اس نے سوچا کہ ان عورتوں کو دکھاؤں تو یہی کہ وہ کون ہے جس پر میں دل و جان سے فدا ہوں۔ چنانچہ اس نے شہر کے بڑے بڑے لوگوں کی بیویوں کو اپنے ہاں بلایا۔ اور ان کے ہاتھ میں ایک ایک چھل اور ایک ایک پھری دے دی اور عین اس وقت حضرت یوسفؑ کو وہاں لے آئی۔ اس حسن و جمال کو دیکھ کر سب عورتیں ہلک کر رہ گئیں اور وہ اسی مدہوشی کے عالم میں انہوں نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ لیں۔ اس پر اُس نے عورتوں کو مخاطب کر کے کہا "اب بتاؤ یہی تو وہ یوسفؑ ہے جس کے لئے تم مجھے طاقت کرتی ہو۔" ان عورتوں کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ "یہ انسان انہیں فرشتہ ہے۔"

حضرت یوسفؑ نے اب خدا سے دعا مانگی۔ کہ

"اے اللہ! تو ہی مجھے بچا سکتا ہے اگر میں اس کے کمرے میں جھپک گیا تو میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ میں قید میں ڈال دیا جاؤں۔" اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔ اور حضرت یوسف جیل چلے گئے۔

### دو قیدیوں کے خواب

جیل میں دو ایسے قیدی بھی تھے جن میں سے ایک شاہی بادشاہ اور دوسرا بادشاہ کا ساتھی تھا۔ حضرت یوسفؑ کے پیغمبرانہ اخلاق نے تمام قیدیوں کو آپ کا گردیدہ بنادیا تھا۔ ایک دن یہ دونوں حضرت یوسفؑ کے پاس آئے ساتھی نے کہا کہ "میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں بادشاہ کو شراب پلاؤں گا۔" اور دوسرا قیدی نے کہا کہ "میں نے دیکھا کہ میرے سر پر دو تیاں ہوں۔ جن کو پھنکے نوح سے ہیں" حضرت یوسفؑ نے ان کی تعبیر بیان کرنے ہوئے فرمایا کہ "ساتھی تو یہی ہو کہ اپنی سابقہ ملازمت پر بحال ہو جائے گا۔ اور بادشاہی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور اس کی لاش کو جانور کھائیں گے۔" حضرت یوسفؑ نے ساتھی سے کہا۔ کہ جب وہ رہا ہو کر جائے۔ تو عزیز مصر کو ان کی بے گناہی کا یقین دلانے۔ کچھ مدت کے بعد ساتھی رہا ہو گیا اور بادشاہی فتنل ہوا۔

### عزیز مصر کا خواب

ایک مدت تک حضرت یوسفؑ جیل میں رہے مگر کسی کو ان کی رہائی کا خیال نہ آیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتھی میں اپنے دندے کو بھول گیا۔ ایک دن عزیز مصر نے خواب دیکھا کہ سات دہلی پتل گائیں سات موٹی تانڑی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور سات مینز اور سات سوتلی ہوئی بالیں دکھیں۔ بادشاہ نے مجبوروں سے اس کی تعبیر پوچھی مگر کوئی بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ اس موقع پر ساتھی نے بادشاہ کو بتایا کہ "حضرت یوسفؑ اس کی صحیح تعبیر بیان کریں گے۔" عزیز مصر کے حکم سے ساتھی جیل میں حضرت یوسفؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے ملک میں سات سال تو خوب خوشحالی اور خابرخ البالی رہے گی۔ اس کے بعد سات سال تک شدید قحط پڑے گا پھر ایک سال خوش حالی کا آئے گا۔ بارش بکثرت ہوگی اور پھل بکثرت ہوں گے۔

جب ساتھی نے بادشاہ کو تعبیر بتائی تو وہ خوش ہو گیا اور اُس نے حضرت یوسفؑ کو زندان سے نکالنے کا حکم دیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ "میرے پاس سے پوچھو کہ ان عورتوں کے ہاتھ کاٹ لینے کا کیا قصہ ہے۔ بے شک میرا رب ان کے کمرے و فریب سے خوب واقف ہے۔" اس نے مصر کی عورتوں اور اپنی بیوی سے پوچھا۔ تو انہوں نے اقرار کیا۔ کہ یہ یوسفؑ ہے۔

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔ کہ یہ میں نے اس لئے کیا ہے۔ کہ عزیز مصر کو میری بے گناہی کا یقین آجائے کہ میں نے اس کی کوئی خیانت نہیں کی۔ کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کے فریب کو پاس نہیں لاتا۔

حضرت یوسفؑ کی برکت پر وہ وقت آیا کہ شاہ مصر نے حکم دیا کہ حضرت یوسفؑ عورت کے ساتھ لایا جائے اور خزانہ شاہی کی پیاسیاں ان کے حوالے کر دیں۔

خوش حالی کے بعد قحط کے زمانے میں ان کے بھائی غلہ لینے کے لئے مصر آئے۔ صرف حضرت یوسفؑ کا بھائی بنیامین باپ کے پاس نہ گیا۔ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو پہچان لیا۔ مگر وہ نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا کہ "جب پھر آؤ۔ تو اپنے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لانا۔"

جب حضرت یوسفؑ کے بھائی وطن واپس گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ غلہ کی قیمت بھی غلے میں بڑھ چکی ہے۔ جب دوسری بار غلہ لینے کے لئے مصر جانے گئے۔ تو انہوں نے باپ سے کہا۔ کہ اب غلہ اس صورت میں نہیں مل سکے گا۔ کہ بنیامین بھی ہمارے ساتھ جائے۔ حضرت یعقوبؑ کو اگرچہ بیٹوں پر یقین نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے اس کی حفاظت کا پورا یقین دلایا تو حضرت یعقوبؑ بنیامین کو پیچھے پر رضا مند ہو گئے۔

مصر میں گئے تو بنیامین نے بھی اپنے بھائی یوسفؑ کو پہچان لیا۔ اب بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لئے حضرت یوسفؑ نے بنیامین کے ساتھ ساتھ لایا۔ اور جب شور مچا تو وہ بنیامین کے سامان سے کل آیا۔ اور حضرت یوسفؑ نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اب باقی بھائی بڑے پریشان ہوئے کہ باپ کو پہلے ہی ان پر بھروسہ نہ تھا۔ اگر بنیامین نہ گیا تو وہ سمجھیں گے کہ یوسفؑ کی طرح بنیامین کو بھی ہم نے مار دیا ہے۔ جب انہوں نے بہت مدت نہ ادنیٰ کی۔ تو حضرت یوسفؑ نے اپنی قمیص بھائیوں کو دے دی۔ کہ وہ اس کو اپنے باپ کے چہرے پر ڈال دینا۔ اور ہو سکے تو ان کو ہمیں لے آنا۔

### پیراہن یوسفی

یہ بھائی لاچار ہو کر دیس واپس گئے ابھی یہ راستہ میں ہی تھے کہ حضرت یعقوبؑ نے کہنے لگے کہ "میرے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے" لوگوں نے کہا کہ "یوسفؑ کی محبت بڑھ چکی ہے آپ کو عقل سے بھی عادی کر دیا ہے" جب یہ لوگ گھر پہنچے۔ تو انہوں نے حضرت یوسفؑ کا پیراہن باپ کے چہرے پر ڈال دیا۔ جس سے حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

### خواب کی تعبیر

اب یہ سب لوگ مصر میں آ گئے جہاں انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو انہی کا بھائی یوسفؑ ہے۔ ان کے شان اور دبدرہ کو دیکھ کر ان کے گیارہ بھائی اور والدین حیران ہو گئے۔



بے غریبی سے اللہ کی مثال تو ایسی ہوتی کہ کوئی شخص بول نہ سکے کہ اپنے اللہ کے سوا جو نہیں کام کریں درگزر کرتا ہوں تو وہ نفاذ کرتے ہیں اس وجہ سے کہ باپ نے درگزر کرنے کو کہہ دیا ہے۔ جان جان کر اس کی نافرمانیاں کریں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو صحابی ایک لڑکا لے کر آئے تھے ان میں سے ایک صاحب جاوید شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا، میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد میں انتقال ہوا تھا وہ اس شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گئے مجھے برا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہونا ہے۔ وہ پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا۔ ان کی نیکیاں ہمیں دیکھتے تھے کتنی زیادہ ہو گئیں ایک رمضان کے پچیس روز سے بھی ان کے زیادہ ہو گئے، اور ایک سال کی نماز میں بھی زیادہ ہو گئیں دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا حقیقت میں ہم لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ نماز کتنی قیمتی چیز ہے، آخر کوئی بات تو ہے کہ حضورؐ نے اپنی امتوں کی ٹھٹھک نماز میں بتلائی ہے، حضورؐ کی آنکھ کی ٹھٹھک جو انتہائی محبت کی علامت ہے مٹھولی چیز نہیں ایک مرد میں آیا ہے کہ وہ جاتی تھے ان میں ایک تالیس روز پہلے انتقال کر گئے۔ دوسرے صحابی کا چالیس روز بعد انتقال ہوا۔ پہلے صحابی نماز پڑھ گئے تھے، دوسرے نے ان کو بہت بڑھا مارا شروع کر دیا، حضورؐ نے فرمایا کہ دوسرے صحابی سلمان آتے تھے، صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ بیک سلمان آتے تھے مگر رسولی دے میں تھے۔ فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ ان چالیس دن کی نمازوں نے اس کو کس وجہ تک پہنچا دیا ہے نماز کی مثال ایک ٹیچر اور گری ندر کی سی ہے جو روزانہ پڑھتا رہے، اور آدمی دو دفعہ اس میں بہتا رہے، تو کیا اس کے بدن پر پہل رہے کہ تپ رہے۔ ہرگز نہیں، پھر فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نمازوں نے جو نعمتیں پہنچیں اس کو کس وجہ تک پہنچایا، حضورؐ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو اپنے منہ سے اعلان کر لو کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی آگ کو جو تم نے دگن ہوئی بدولت، اپنے اوپر چلانا شروع کر دیا ہے بھگوانچہ رو خدا لوگ، اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں۔ نماز پڑھ کر اٹھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح ظہر، مغرب اور عشا کے وقت دوسرے نماز کے بعد بھی صورت ہوتی ہے عشا کے بعد بعض لوگ تو سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جن برائیوں روزانہ کامی اور ہر کامی کی طرف چل دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ جلا بیٹوں نماز۔ وظیفہ۔ ذکر کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ جب عشا کی نماز ہو جاتی ہے تو تمام آدمی تین جگہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں، ایک۔ جماعت ہے جس کے

لئے یہ رات نعمت ہے کھاتی ہے اور بھائی ہے، یہ وہ مناسبت میں جو رات کی نعمت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور حبیب لوگ اپنے اپنے راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز اور ذکر الہی میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کی راستہ ان کے لیے اجر و ثواب بن جاتی ہے۔ دوسری وہ جماعت ہے جس کے لئے یہ رات وبال اور مذاب ہے، یہ وہ بات ہے جو رات کی تنہائی اور نصرت کو غنیمت سمجھتی ہے۔ اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال بن جاتی ہے تیسری وہ جماعت ہے جو عشا کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لئے یہ رات وبال ہے اور نہ کامی۔ نہ کچھ گویا نہ کچھ لیا۔ حق تعالیٰ شانہ حضورؐ سے فرماتے ہیں کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے عذر کیا ہے کہ بعض شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پورا کرے گا۔ تو میں اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے، تو مجھ پہ اس کی کوئی ذمہ داری نہیں چاہوں مغفرت فرماؤں اور چاہوں عذاب و دل کتنی بڑی حقنیت ہے نماز کی کہ اس کے اہتمام سے اللہ کے عہد میں اور ذمہ داری میں آدمی داخل ہو جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی معمولی سا حکم یا میری شخص کو لینان والے یا کسی مطلب کے ذمہ دار ہو جائے یا کسی قسم کی ضمانت کرے تو وہ کتنا مطمئن اور خوش ہو جاتا ہے۔ اور اس حکم کو قدر حسان مند اور گریہ میں جاتا ہے کیا ایک معمولی عبادت پر جس میں کچھ کمی مشقت نہیں ہاں ایک ملک جو جہاں کا بادشاہ عہد کرتا ہے پھر بھی لوگ اس چیز سے غفلت اور نا پڑی کرتے ہیں اس میں کسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نظیری اور اپنا ہی ضرر ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ لڑائی میں حبیب خیر کو فتح کر چکے تو لوگوں نے اپنے مال نصیبت کو نکالا، جس میں حقوق مسلمان تھا، اور قیدی بھی تھے۔ غریب و فریخت شروع ہو گئی، یعنی شخص اپنی اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنے لگا۔ اور دوسری راہ چیزیں بیچنے لگائے میں ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آج کی تجارت میں اس قدر لطف ہوا، کہ ساری جماعت میں کسی کو بھی اتنا لطف نہیں مل سکا حضورؐ نے تعجب سے پوچھا کہ کتنا یا عرض کیا کہ حضورؐ میں سامان خریدنا مارا اور بیچنا جس میں تین سو اوقیہ چاندی لطف میں چلی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں نفع کی چیز بتاؤں۔ عرض کیا حضورؐ حضورؐ بتائیں فرمایا کہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل ایک اوقیہ چاندی دم کا ہوتا ہے اور ایک دم تقریباً ہر کا۔ تو اس حساب سے تین ہزار روپیہ ہوا جس کے مقابلہ

میں دو جہاں کے بادشاہ کا رٹا رہے کہ یہ کیا نفع ہوا۔ حقیقی نفع وہ ہے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے رہنے والا ہر آدمی کو بھی نعم نہ ہو۔ یہ جو کو تم نفع کہتے ہو یہ تو آج تمہارے پاس ہے۔ کل کو نہیں اور کے پاس ہو گا۔ اگر حقیقت میں ہم میں کے ایمان ایسے ہو جائیں کہ دو رکعت کے مقصد میں تین ہزار روپے کی وقعت نہ رہے۔ تو پھر واقعی زندگی کا مزا ہے۔ اور نوازنا یہ ہے کہ نماز ہے ہی ایسی دولت اسی دم سے حضورؐ نے اپنی آنکھوں کی ٹھٹھک نماز میں بتلائی ہے اور سال کے وقت بھی آخری وصیت نماز کے اہتمام میں فرمائی، عین اس وقت جبکہ زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تائید فرمائی تھی

### بقیہ سفر نامہ مقامات مقدسہ

اور ثانی پانچ نفل ہے۔ ایک قدرے گلابی۔ سطح نامہ ہوا اور گھڑی اس صفحہ شریف میں ایک صندوق ہے جس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے اور یہیں ایک الماری میں آنحضرتؐ کے تین موئے مبارک رکھے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ مسجد کی بائیں جانب ایک عمارت قانے کے طور پر بنی ہوئی ہے جسے اہل حضرت سلیمان یا مختلف الجہت کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی حق سزاوت کیا کرتا تھا۔ تو اسے اس کے ستونوں سے باز نہ کر سزا دی جاتی تھی۔ ستونوں میں اب بھی چلتے پھرتے جوتے ہیں۔ دائیں جانب محال قبیل میں ہے دریاں ہیں محراب سلیمانی ہے۔ محراب کے قریب حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے کی قبر بتائی جاتی ہیں۔ دیوار گریہ مسجد قصبہ کے باہر ایک دیوار ہے جو دیوار گریہ کے نام سے مشہور ہے جہاں ہر وقت ہزاروں مرد عورتیں بچے اور بوڑھے عجیب طرح سے سسکیاں بھر کر روتے اور سر ہلاتے پوچھتے اور وہ کہتے تھے کہ خدا! میری بیعت المقدس اور مسجد اقصیٰ واپس لاوے۔ مسلمان حکمرانوں کی نرمی، مکروری اور زانی، امن کے باعث فلسطین اقوام نے فلسطین کو رد صلاح میں تقسیم کر دیا تھا ہے۔ اور سنہ ۱۹۴۷ء میں بیت المقدس کا زیادہ بھتر حصہ اب یہودیوں کے پاس ہے۔ نا عتبر یا اولیٰ الانصار۔ میں تجھ پر درگاہ کے مطابق پھر دست داپس جانا چاہتا تھا لیکن واپس سے مستقبل کے لئے ہوائی جہاز کو نہ صرف مغفرت اور میر کے دن خدا ہے اس لئے ہم نے کیسے است بیروت کے لئے اپنی برائی اشیائیں مخصوص کر لیں اور ۱۴ جون کو ۹ بجے بعد دوپہر عرب و یہودی کے درمیان میانہ بہرہ کو روانہ ہو گئے۔ رہا جاتی دانہ



(بہارِ کائنات کی نظر میں)

(موسسہ جناب غلام رسول صاحب امین آبادی شیعہ گوجرانوالہ)

کہ لا تنفع اوشی جرایہ دی دیند حضرت خیر البشر  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ امت میں حاضر ہوئے تھے۔  
 خواہ اویس قرنی سے جو سب تابعین سے  
 بہتر ہیں کئی وجہ سے افضل ہے۔ عبد اللہ  
 بن مبارک سے پوچھا گیا کہ معاویہ افضل ہیں  
 عمر بن عبد العزیز۔ تو انہوں نے جواب دیا  
 یا کہ وہ کہ وہ تیرے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ساتھ معاویہ کے تھے۔ یہ کہنے لگے کہ میں  
 اس سے دہ عمر بن عبد العزیز سے کہی گئی بہتر  
 ہے۔ تو پھر سوچنا چاہیے کہ جس گروہ کی  
 بناء میں اول کی انتہا درج ہو اس کی  
 تہا کہ ان تک پہنچ گئے اور اول کے  
 اور اک میں کس طرح سما گیا۔

نمبر ۱۲۔ کیا آپ بھی دیکھتے تھے کہ  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب  
محبت کے باعث انبیاء علیہم السلام سے  
سوا سب پر آجیرا دیں رفتی اور عمر بن  
عبد العزیز ہی ہوں فضیلت لے گئے۔  
حالانکہ محبت کے سوا یہ دونوں بڑے  
ورجوں تک پہنچتے اور بڑے بڑے  
کمالات حاصل کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے  
کہ معاویہ کی خطا محبت کی برکت سے  
ان دونوں کے مواہب سے بہتر ہے  
اور عمر بن العاص کا سہو ان دونوں  
کے مواہب سے افضل ہے۔ کیونکہ ان  
دونوں بزرگواروں کا ایمان حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے دیکھنے اور فرشتے کے حاضر  
ہونے اور وحی کے مشاہدے اور میراث  
کے دیکھنے سے شہود وحی ہو چکا تھا۔

نمبر ۴۸۔ ایک عاتل آدمی ہر  
گنہ قرار نہیں دیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے اصحاب آپ کی رحلت کے روز  
امیر باطل پر اجتماع کریں اور مقرر ہے کہ  
حضور کی رحلت کے دن ۳۰ ہزار آدمی  
حاضر تھے جنہوں نے منہ و رغبت سے  
حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کی۔ اتنے  
صحابہ کا کھراہی پر جمع ہونا محال ہے بلکہ  
حضورؐ نے فرمایا ہے۔ لا یجمع معی  
علیؓ (میری امت امیر باطل پر نہیں  
نہیں کر سکی) اور جو وقت ابتداء میں

(باقی صفحہ ۱۴۷)

بِسْمِ اللَّهِ  
رَحْمَةٍ  
قَرَّانِ

غلبہ روم کی



کے بڑے ظہور پذیر ہو گا۔ چنانچہ پہلے فرمایا۔  
 ۱۔ **فَلَا الْاَقْرَبُ قَبْلَ الْاَوْفَرِ**  
 دیکھو بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور مجھے بھی  
 نہیں ہیں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے  
 اللہ کی ہر وقت اختیار ہے اس کو غالب  
 و مغلوب اور مرغوب و مغلوب کو زندہ  
 و زندہ کو مردہ کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔  
 اس کے لیے کسی وقت کی کوئی قیاد و سار کا  
 رات کا انتظار نہیں۔ وہ دن رات ہی ہے  
 فات لگا کر تا ہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ مَلَاکَ الْمَلَاکِ وَتَقِ الْمَلَاکَ  
 ۲۔ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلَاکَ فَمَنْ تَشَاءُ  
 ۳۔ وَتَقْتَرُ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِلُ مِنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ  
 ۴۔ الْخَیْرِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ  
 ۵۔ تَوَلَّجَ اللَّیْلُ فِی السَّمَاوَاتِ وَتَوَلَّجَ النُّجُومُ  
 ۶۔ فِی السَّیْلِ وَتَخْرِجُ الْعِجَّ مِنَ الْمِیْتِ  
 ۷۔ وَتَخْرِجُ اَطِیَّتَ مِنَ الْجَنَّةِ وَتَرْزُقُ  
 ۸۔ مِنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ  
 ۹۔ (اے یوں کہتے کہ اے اللہ مالک تمام  
 ۱۰۔ ملک کے۔ آپ ملک جس کو چاہیں دیتے  
 ۱۱۔ ہیں اور جس سے چاہیں لے لیتے ہیں اور جس کو  
 ۱۲۔ چاہیں نابکر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں  
 ۱۳۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے۔ سب کے مالک ہیں۔)

آپ ہی کے اختیار میں ہے۔ سب یہ مانتی رہے  
بلاشبہ آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے والے  
ہیں۔ آپ رات کو دل میں داخل کر دیتے  
ہیں اور آپ جاندار چیز کو بے جان چیز سے  
نکال لیتے ہیں اچھا جان چیز کو جان دار سے  
نکال لیتے ہیں آپ جس کو چاہتے ہیں شہید  
رزق عطا فرماتے ہیں

پھر اُن کے چل کر فرمایا کہ یہ واقعہ حضرت علی  
کی مدد کا نتیجہ ہے گا اور مسلمان ایرانیوں کے  
مقابلہ میں رومیوں کے قریب تر ہونے کی  
وجہ سے اور کافروں کے ہتھ دھریض کی وجہ  
سے اسی وجہ سے بلکہ اس سے زیادہ مشہور ہو گئے  
ہیں رومیوں کی شکست سے وہ مختصر

یوسفینے بصریح اللہ تعالیٰ سے قسم لی تھی کہ اگر میں اس شخص کو دیکھوں گا تو اس کے ساتھ میری ملاقات ہوگی۔

أَلَمْ غَلَبَتِ الْرُّومُ فِي أَوَّلِي الْأَمْرِ  
هَمْزٌ مِنْ بَعْدِ غَلَبَتْ سَبْعُونَ فِي  
فَتَحِ سَبْعِينَ ٥ - اللَّهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ  
مِنْ بَعْدِ طَوِيلٌ مَعْدٌ يَقْضِي الْأَمْرُ  
خَصِمَ اللَّهُ يَمْزُجُ مِنْ يَشَاءُ وَهُوَ  
عَزِيزُ الرَّحِيمِ وَعَدَ اللَّهُ لَا يَخْفَ  
لَهُ وَعْدَةٌ وَلِلَّهِ أَكْثَرُ الدَّائِرِ لَا  
يَكُونُونَ ٥ لَيَعْلَمُونَ ذَاهِبُ الْأَحْيَاةِ  
نَبَأٌ وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ

(الروم ص ۱)  
ترجمہ: ہوا اہل روم ایک شہر کے موقوف میں  
مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے  
کے بعد تقریباً تین سال سے لے کر نو  
سال کے اندر اندر غائب آجواہیں کے پہلے  
بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور  
اس وقت مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس احکام پر  
خوش ہوں گے۔ یہ جس کو چاہے غالب کہ  
دیتا ہے اور وہ اب بردہ مستحکم ہے اللہ نے  
اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے وعدہ کو  
خلاف نہیں فرماتا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے  
یہ لوگ صرف ریاضی زندگی کے ظاہر کو  
جانتے ہیں۔ اللہ یہ لوگ آخرت سے بے خبر

اس پیشین گوئی کا اسلوب اور سیاق و سباق  
تو ایسا ہے کہ اس کو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ایک معجزہ ۲۰ اور ان دونوں کی قرأت  
کے ایک اثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔  
اور یہ بالکل غیر معمولی اور غیر عادی واقعہ ہے  
اس لیے کہ درمیانوں کا یہ غلبہ ان کی انتہائی مغلوبیت  
کے بعد ہوا ہے۔ اس لیے آیت کی ابتدا میں  
وَلَوْ جَاءَ الْوَحْيُ بِالْمَلِئِکِیْنِ کی گنجائش ہے۔ اس  
آیت کی غراب کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ واقعہ  
۲۱ سال کے اندر اندر پیش آئے گا جو ایک عظیم  
دور سلطنت اور ایک نواں پذیر قوم کے  
بہترنے اور فاتح کو مفتوح بنانے کے لیے  
کافی مدت ہے۔ آیات کے دوسرے حصے  
ہاں اس بارش پر زور دیا گیا ہے کہ یہ واقعہ  
رق عادت طریقہ پر ظاہر ہوا تھا اور قرآن کے  
کل حالات اور عام انسانی قیامت و قورات



(بزرگانِ چین کی نظر میں)  
(کالم سے ملے)

## مقام صحابہ کرام

لانا ابو الحسن علی صاحب مہمند

ممكن ہے کہ اس سے خود مسلمانوں کی اس  
عظیم الشان اور فیصلہ کن فتح کی طرف اشارہ  
ہو جو بدر کے میدان میں بھٹیک اسی دن  
پیش آئی جس دن رومی ایما نیوں پر نایاب  
ہوئے (ابن کثیر بروایت ابن عباس رضی اللہ  
پر یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رومی  
مسیانیوں کی مدد کیوں کرے گا اگر باور  
کی جاسا ہے وہ مدد کرے) اور اپنی ان معجزوں  
کا ذکر کیا۔ جن کا اس حیرت انگیز واقعہ سے  
خاص تعلق ہے۔ اور اس کے امکان و  
ظہور کے لیے ایک دلیل کے طور پر ہیں۔  
وَهُوَ الْعَزِيزُ  
الْوَحِيْمُ ہے۔ اور وہ زبردست  
الرحیم ہے۔

اس واقعہ کے ظہور میں ان دونوں  
صفتوں کا ظہور ہوا۔ ایما نیوں کے لیے جو  
اپنی فتح کے نشتر میں سرشار تھے۔ عزت و  
غلبہ خداوندی کا اور دیوبندوں کے لیے  
جن کا جسم اور قلب زخموں سے چھوڑ  
تھا انسان کی سلطنت عالم سکرات میں  
موت کی سسکیاں لے رہی تھی۔ اُن کے  
پچاس ہزار آدمی قید اعدان کی قوم طرح  
طرح سے ذلیل کی جا رہی تھی رحمت الہی  
کا ظہور تھا۔ پھر ان مسلمانوں کے لیے جن کو  
ایما نیوں کے مقابلہ میں دیوبندوں کی شکست  
سے طبعی طور پر بے چین تھا۔ شادی کا  
پیام تھا اور خردمان کے آئینہ غلبہ کی شگفتگی  
اور اس کا اشارہ تھا۔ پھر اس کی اور تاکید  
فرمائی کہ اس میں شکلف نہیں ہو سکتا۔  
لَا يَخْلُفُ اللَّهُ وَعْدًا كَذِبًا جسے اللہ  
اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا

پھر آخری طور پر یہ بتا دیا کہ یہ واقعہ  
انسان کی ظاہری معنویات اور دوسرے کے  
تجربات کے خلاف پیش آئے گا۔ اس نے  
بہت سے لوگ اس کے وقوع سے پہلے ہی  
کی تصدیق کرنے سے عاجز ہوں گے اور اپنے  
ہری علم سے اس کا قیاس نہ کر سکیں گے۔  
لَا يَخْلُفُ اللَّهُ وَعْدًا كَذِبًا جسے اللہ  
اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا

(ترجمہ) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یہ لوگ  
صدمت و غم کی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور  
یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں

اب ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے  
کہ وہ کیا موافق اور تائید کے حالات تھے جس  
میں دیوبندوں کا غلبہ ایسا مستعد اور بے یار  
قیاس سمجھا گیا کہ قرآن نے اس کو اس تہمت  
کے ساتھ بیان کیا اور اس کو قدرت خداوندی  
اور صداقت قرآنی کے ایک نشان کے طور  
پر پیش کیا۔ ایک غلام قوم کا آساہ ہو جانا  
ایک دینی ہوئی قوم کا ابھر جانا اور ایک  
سلطنت کا دوسری سلطنت کو زیر کر لینا  
تاریخ کا کوئی نادر اور مستثنیٰ واقعہ نہیں ہے۔  
لیکن قرآن نے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی  
واقعہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

اس لیے ہمیں سب سے پہلے اس  
ماحول کو دیکھنا ہے۔ جس میں اس واقعہ  
نے ایک معجزہ کی حیثیت اختیار کر لی۔  
کیا واقعی رومی اتنے مطلوب درمائدہ اور  
نیم حال ہو رہے تھے کہ وہ ایما نیوں نے  
اتنی عظیم الشان فتح حاصل کر لی تھی اور  
رومی مملکتوں اور مملکتوں میں اتنی مضبوط  
تائید کر لی تھی کہ نوے سال کے عرصہ میں اسے  
ٹوٹ جانا مفقوح کا نہ ترجیح دینا ایک عجیب  
واقعہ ہے؟ واقعہ کے ظہور میں خدا کی  
قدرت کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔ کیا اس کی  
کوئی عقلی توجیہ نہیں ہو سکتی؟ اس سوال  
کا جواب ہم یوں دینے میں عین کے بیانات سے  
دیں گے اس بیان میں مراد چار ماخذ مشہور  
انگریزی مؤرخ اور ادیب تھے جن کی تاریخ مذکور  
روما ہے۔

### ایرانی حملہ کے اسباب :-

خسرو نے دجور و شریکوں کا پوتا اور ہرزکا  
بیٹا تھا، بہرام گور سے بھاگ کر جو ہرز کو  
آزار کا ساسانی تخت پر قابض ہو گیا تھا

لے عربی تدبیر میں کسریٰ ابوہریرہ اور انگریزی  
تاریخوں میں (CHOSROES)

(باقی ملاحظہ ہو)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے واقعہ ہوا ہے  
وہ اس واسطے تھا کہ حضرت امیر کو کس  
مشورہ میں بلایا نہیں گیا تھا۔ چنانچہ حضرت  
امیر نے فرمایا ہے کہ ہم اس واسطے بلایا  
ہوئے ہیں کہ ہم کو مشورہ میں نہیں بلایا گیا  
وہ نہ تو ہم جانتے ہیں کہ ابوہریرہ سے  
بہتر نہیں۔ اور امام شافعی نے فرمایا ہے۔  
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ  
ناچار ہو گئے۔ پس انہوں نے آسمان سے  
ابوہریرہ سے بہتر کوئی آدمی نہ پایا پس اُن  
کو اپنی گردنوں کا دانی بنایا۔“

نمبر ۵۹۔ بعض مفسرین نے فرمایا  
ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ  
کو ستاروں کی مانند فرمایا۔ اور اہل بیت کو  
کشتی نوح کی طرح۔ وَاِلسَّجْدَ حَتْمٌ مِّنْ عِندِ  
رَبِّهِمْ اور وہ ستاروں سے راہ ہلکتے ہیں) اس  
میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لیے  
ستاروں کو توجہ رکھنا ضروری ہے تاکہ  
وہ ہلاک ہونے سے بچ جائے۔ اور ستاروں  
کی ہدایت کے بغیر نجات محال ہے۔ اور  
اس بات کو اچھی طرح معلوم کریں کہ بعض  
کا انکار کرتا سب کے انکار کو مسترد ہے  
کیونکہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی  
صحبت میں سب صحابہ مشترک ہیں۔ اور  
صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں اور کمالات  
سے بڑھ کر ہے۔ اسی وجہ سے کہ اولین  
قرنی جو تمام تابعین سے اچھے ہیں ایک  
ادنیٰ صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچتے ہیں  
صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں  
ہے اور نہ ہی ہوگی۔ کیونکہ ان کا ایمان  
صحبت سے اور نزول وحی کی برکت سے  
شہرہ وی ہو گیا تھا۔ اور صحابہ کے بعد  
درجہ کا ایمان کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

### مکتوبات جلد دوم :-

نمبر ۳۴۔ امام احمد بن حنبل نے  
حضرت امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-  
”اے علی! تجھ میں عیسٰی علیہ السلام  
کی مثال ہے۔ جن کو یہودیوں نے یہاں تک  
دشمن سمجھا کہ اُن کی ماں پر ہتھکان لگایا اور  
انصاری نے اس کو دھو دھو رکھا اور

اُن کو اس مرتبہ پہنے گئے جس کے ہاتھ  
نہیں تھے۔ یعنی خدا کا بیٹا بنا دیا۔“  
صحابہ کرام کے باہم قتال کے متعلق  
امام شافعی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
منقول ہے کہ ”یہ دونوں ہیں جن سے ہمارے  
ہاتھوں کو اللہ لٹکے ہوئے رکھا۔ ہمیں  
چاہیے کہ اپنی زبانوں کو اُن سے پاک  
رکھیں۔“

حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ  
(جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو سنبھل کر  
گفتگو کرو)

حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ  
”ہمارے بھائی ہمارے باغی ہو گئے۔ یہ  
لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ ان کے  
پاس تاویل ہے جو کفر و فسق سے روکتی  
ہے۔“ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ  
خلف خطا ہے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی خطا  
کی طرح ظن اور طاعت سے دور اور تشبیح  
و تحقیر سے مبرا اور پاک ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ ”اللہ۔ اللہ۔ فی  
اصحابی۔ لَا تَخْلُفُوا اَمْرًا عَصَا۔“  
میرے اصحاب کے بارے میں ڈرو۔  
(تاکید کے واسطے اس کو دوبارہ فرمایا)  
اور میرے اصحاب کو اپنی طاعت کے تیر کا  
نشانہ نہ بناؤ۔“

حضرت طلحہ (حشرہ منبر میں سے) نے  
ہیں۔ جنہوں نے اپنے باپ کو اس کے ادنیٰ  
کے باعث جو حضور کی نسبت اس سے  
صادق ہوئی تھی قتل کر کے اس کا سر حضور  
کے سامنے پیش کیا تھا۔

حضرت نہایت شہید (حشرہ منبر میں سے)  
وہ ہیں۔ جن کے قاتل کے لیے جہنم و قیامت  
نے دوزخ کی دھند بانی ہے۔ قاتل  
نَسْتَبِيْ فِي النَّاسِ (تیر کا قاتل جتنی ہے)  
حضور نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ نے  
مجھے چار دیوبندوں کے ساتھ صحبت کرنے کا امر  
کیا ہے۔ نیز اللہ بھی اُن سے صحبت کرتا  
ہے۔“ حضور نے یہ فرمایا اُن کے نام  
کیا ہیں؟ فرمایا۔ ”ایک علی رضی اللہ عنہ  
دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی  
نیز زبیر رضی اللہ عنہ علی غیابہ دہلی کی  
(باقی ملاحظہ ہو)







یوسف کے سامنے جھک گئے۔ اور اس طرح وہ خواب  
پورا ہوا جس میں حضرت یوسفؑ نے دیکھا تھا۔ کہ چاند  
سورج اور گیارہ ستارے ان کے سامنے جھک رہے ہیں  
حضرت یوسفؑ نے وہاں (سورۃ یوسف آیت ۱۰۱)  
رَبِّ قَدْ آمَنْتُ بِرَبِّكَ وَنَاثِقًا وَنَاثِقًا  
الْأَحَادِيثُ وَالْأَحَادِيثُ وَالْأَحَادِيثُ  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوْفِيقِي مُسْلِمًا وَأَلْحَقْنِي بِالْغُلَامِ  
(جمہ) بار نہ دیا۔ تو نے مجھے محنت بخشی اور نصیب تراب  
کا علم عطا فرمایا۔ اسے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے  
والے تیری سزا دینا اور آخرت میں گناہ ساتھ ہے۔ مجھے  
مانیت اسلام پر موت دے۔ اور نیک لوگوں میں شامل  
خداوند اور تیرے رسول (قرآن) اس طرح اس وقت سے بنی  
اسرائیل میں رہا آباد ہو گئے۔ اور پھر حضرت موسیٰؑ ان کو لے  
کے مصر کے محلے۔

ان کے قریب تھا ایک کعبہ المہتمم حضرت یعقوب  
علیہ السلام اور والدہ کی قبر پر ہیں۔ یہ جلیل القدر دنیا کا  
موقع ہونے کے باعث دنیا سے اسلام میں فاس عزت  
وشہرت رکھتا ہے۔

### پہنچ آف گیتھم

یہ ایک شاندار گرجا ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے  
کہ یہاں سے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار  
کیا تھا۔ گرجے کے باہر تینوں کے آٹھ پرائے درخت ہیں  
جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
انہیں کے نیچے بیٹھ کر اپنے شاگردوں کو تعلیم دیا کرتے تھے

### بیت المقدس

یہ ایک قصبہ ہے جہاں حضرت مریمؑ خدا کے حکم سے  
پہنچی گئی تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔  
یہ بیت المقدس سے پانچ میل کے فاصلے پر اور سطح سمندر  
۵۵۰ فٹ بلند ہے۔ دو ڈھلوان پہاڑوں پر آباد ہے۔  
آبادی تقریباً دس ہزار باشندوں پر مشتمل ہے جن میں ساتواں  
حصہ مسلمان ہیں اور باقی عیسائی۔ یہاں کئی مدرسے اور خیراتی  
ادارے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سب سے پہلے امن کا  
پیغام سنایا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ یوں ہے  
کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر اس کے کہ کوئی مرد حضرت  
مریمؑ کو چھوئے وہ حاملہ ہو گئیں۔ اور جب حضرت جبرائیلؑ  
نے آپ کو پچھنے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو وہ بہت حیران  
ہوئیں اور جبرائیلؑ سے پوچھا کہ ”میرے کیسے بچہ ہو سکا  
ہے۔ جب کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔“ حضرت  
جبرائیلؑ نے فرمایا۔ ”کہ میرے پروردگار کا ایسا ہی حکم ہے  
اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور یہ بچہ خدا کی قدرت  
کا بل کا نشان ہو گا۔“

جب وضع حمل کا وقت قریب آیا۔ تو حضرت مریمؑ  
بڑی پریشان ہوئیں اور سوچنے لگیں کہ اگر میرے ہاں  
بچہ پیدا ہوا تو یہی اسرائیل باتیں بنائیں گے اور بہتان  
باندھیں گے۔ اس لئے آپ بیت المقدس سے چل کر

اس جگہ تشریف لائیں جو آج بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے  
حضرت مریمؑ یہاں ایک گھوڑے کے سہارے بیٹھ  
گئیں۔ اور کہنے لگیں کہ میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی  
اور لوگ مجھ کو بھول گئے ہوتے۔ اس وقت فرشتے  
نے مریمؑ کو بشارت کہ ”مریمؑ غم نہ کر۔ اس گھوڑے کے درخت  
کو بلا تھک پچھوئے چل گئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ  
تیرے لئے یہ رہبر جاری کر دی ہے۔ گھوڑے کھانا  
پانی پی۔ اور اپنے فرزند سے اپنی آنکھوں کو محض کر  
پہنچا۔ اگر کوئی غم سے پوچھے تو اشارے سے کہہ دینا  
کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے کسی سے بات چیت  
نہیں کر سکتی۔“

نہر کے قریب ہم ان مقامات سے فارغ ہو کر دوس  
لوٹے باقی ہمایان کو تو زادیہ ہندی پر رخصت کیا اور  
خود بی بی مریمؑ کے ساتھ بیت المقدس کے ایک انگریزی  
ہوٹل میں کھانا کھانے چلے گئے۔ کھانے کے بعد تندر  
آرام کیا۔ اور پھر موٹر میں سوار ہو کر موضع شعیل کو چل کر  
بیت المقدس سے کوئی بیس میل کے فاصلے  
پر واقع ہے۔ جہاں ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت ثومیل  
کا مزار ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے  
بیٹے تھے۔

اس پہاڑ کی دوسری جانب چونکہ یہودیوں کی رہتی  
ہے اس لئے یہاں پولیس کی ایک چوکی متعین ہے۔  
پہاڑ پر چڑھنے کے غیر ہوادار پیچیدہ راستے اور کئی مقام  
پر ایک نیم سیدھی بلندی آبلنے کی وجہ سے اکثر مقامات  
پر موٹر رک رک گئی۔ اس وقت یہ کیفیت تھی کہ سہ

ہر قدم پر پہے گماں یاں رہ گیا وال رہ گیا  
خدا خدا کر کے ہزار وقت پہاڑ پر پہنچے۔ موٹر سے نکلے  
ہی ٹھنڈی ہوا کے خوشگوار اثرات نے راستہ کی تمام کثرت  
دور کر دی۔ فاتحہ پڑھی۔ چلنے ہی دے تھے کہ مزور گرم  
گرم کاٹی لے آیا۔ بڑی لذت کا کافی تھی۔ چلتی موٹر میں مغرب  
کی غماز آگئی۔ اور عشاء کی گھبراہٹ یہ ہندی ہیں واپس گئے  
مسجد اقصیٰ

یہ وہ مسجد ہے جو مسلمانوں کے نزدیک کعبہ کے بعد  
بڑی با عظمت اور فضیلت والی جگہ ہے۔ یہیں سے نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور یہیں  
تمام انبیائے کرام نے حضور کے اقامت میں نماز ادا کی۔  
اس مقام مقدس کے حصول کے لئے عیسائیوں  
اور مسلمانوں میں اکثر جنگیں ہوتی رہیں کیونکہ مسلمانوں کی  
لئے نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے بھی مذہب  
مقام ہے۔

ظہور اسلام کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ  
عنه کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے بیت المقدس کا  
محاصرہ کر رکھا تھا۔ کہ یہاں کے یہودیوں نے حضرت  
ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو کہلا بھیجا۔ کہ جو شخص اس مقام کو فتح  
کرے گا اس کا جلیہ اور کچھ نشانیاں ہماری کتابوں میں  
موجود ہیں۔ آپ اپنے خلیفہ کو بلائیں۔ اگر وہ غلامت

اور نشانیاں ان میں ہوں تو ہم بلا جملہ و حجت شہر کی  
چابیاں اُن کے حوالے کریں گے۔ روزہ یاد رکھو دنیا  
کی کوئی طاقت اس شہر کو فتح نہیں کر سکتی کیونکہ خدا نے  
اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے تمام واقعات حضرت  
عمر فاروقؓ کی خدمت میں لکھ بھیجے اور تاکید کی کہ وہ ضرور  
تشریف لائیں۔ کیونکہ یہیں یہی ہے کہ آپ کے آنے کے  
بعد ہم خون کا ایک قطرہ گرے بغیر شہر پر قابض ہو جائیں۔  
حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المقدس کے لئے روانہ  
ہوئے ایک غلام ساتھ لیا اور ان دونوں کے پاس ایک  
اونٹ تھا جس پر باری باری غلام و آقا سوار ہوتے تھے  
جب بیت المقدس کے قریب پہنچے۔ تو اس وقت غلام کے  
سوار ہونے اور خلیفہ کے ساتھ پکڑنے کی باری تھی۔ غلام  
نے بہت کہا۔ کہ آپ آپ ہی سوار رہیں تاکہ شہر والوں  
پر آپ کا رعب رہے۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ شہر والوں  
پر رعب ڈالنے کے ہر عکس مجھے خدا کی خوشنودی کی  
ضرورت ہے۔

تمام یادری اور بطریق شہر کی تفصیل پر کھڑے ہو کر  
حضرت عمرؓ کی آمد کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ کہ یہی  
وہ بزرگ مسیحی ہے جس کی قسمت میں بیت المقدس کی  
فتح تھیں ہوئی ہے۔ خدا کی قسم اگر دنیا جہان کی حکومتیں  
جی اس کا مقابلہ کریں گی تو بھی کامیاب نہ ہو سکیں گی۔  
بچا پنچہ بیت المقدس بغیر اسے بھڑے فتح ہو گیا۔  
بیت المقدس میں اسلامی فوجیں اسی شان سے  
داخل ہوئیں کہ اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔  
بازاروں میں دو روپیہ دولت کے انبار لگے ہوئے تھے  
عیسائی حسین عورتیں ہاتھ بلا کر اسلامی فوج کو خوش آمد  
کہہ رہی تھیں۔ لیکن ان کی دولت اور حسن کسی بھی مسلمان  
سیاہی کو متاثر نہ کر سکا۔ اور یہ لوگ اس طرح نظریں  
نیچے کئے یا زاروں سے گزر گئے جیسے کسی بیابان میں  
سے گزر رہے ہیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے شہر کا معائنہ کیا جب  
آپ عیسائیوں کے ایک گریہ کی سیر کر رہے تھے۔ تو  
منازہ عصر کا وقت ہو گیا۔ اگرچہ عیسائی رہا ہوں نے  
آپ سے درخواست کی کہ آپ یہیں نماز ادا کریں لیکن  
آپ نے فرمایا کہ میں ایسی مثال قائم نہیں کرنا چاہتا  
جو مستقبل کے لئے ایک نظیر بن جائے۔ چنانچہ گریہ  
سے جاہر آکر نماز ادا کی۔ یہاں آج کل مسجد عمرؓ بنی ہوئی ہے  
مسجد اقصیٰ میں نمازوں کا ثواب کئی گنا زیادہ  
ملتا ہے۔ گوشتہ جنگ میں اسرائیلیوں کی بمباری ہے  
اس مسجد کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ جا بجا گھاس اگی ہوئی  
ہے۔ حفاظت اور عظمت کو کوئی انتظام اور لحاظ نہیں  
جو توں سمیت پھر یہاں کہ عام کیفیت ہے۔

### صخرہ شریف

عربی زبان میں صخرہ چٹان کو کہتے ہیں۔ یہ ایک بڑا  
پتھر ہے جس کا طول ۵۰ فٹ عرض ۱۰ فٹ (باقی صفحہ)



# فغانِ مقبول

محبوب مقبول عالمِ جی لے، لاھکا

## شہر کی بربادی

(۱)

ایک پڑ رونی شہر تھا  
جس کے بازاروں میں بیٹھتے تھے  
جس کی گلیوں میں بچے کھیلنے لگے  
جس کے مکانوں میں لوگ آباد تھے  
سب مسرور و شادمان تھے

(۲)

اس شہر میں بڑائی پھیل گئی  
شراب اور زنا عام ہو گیا  
قتل و غارت ہونے لگا  
لوٹ مار کا بازار گرم ہوا  
امن عامہ تباہ ہو گیا

(۳)

خدا کا غضب بھڑکا  
رات کا پھپھلا پھر تھا  
سب لوگ سو رہے تھے  
زمین زور زور سے ہلنے لگی  
مکانات گر گئے  
شہر بے کاد و حیرت بن گیا  
اور اکثر اس لیے ہیں دفن ہو کر رہ گئے

(۴)

اس بد بخت شہر پر من چڑھا  
سورج کی کرنیں بے کے ڈھیروں پڑیں  
لاشیں درختوں کے تنوں کی طرح ٹپڑی نظر آئیں  
کچھ بچوں اور عورتوں کی لاشیں تھیں  
کچھ بوڑھوں اور بیاہوں کی لاشیں

(۵)

شہر میں سناٹا تھا

کوئی چیخ و پکار نہیں تھی  
بچے والے سہے ہوئے تھے  
اور ایک سمت کو جا رہے تھے

(۶)

آہ! اے بد بخت شہر  
تجھ پر نہ زمین رونی نہ آسمان  
تیرا کوئی نوحہ خواں نہیں  
تیرا کوئی پرسانِ حال نہیں

## خاندان کی بربادی

(۱)

ایک آباد خاندان تھا  
جس کے افراد خوش تھے  
کھاتے اور کھیتے تھے  
آپس میں محبت تھی  
دلوں میں اطمینان تھا

(۲)

اس خاندان میں بڑائی آ گئی  
حرام کا مال آنے لگا  
اور حرام کے کاموں پر صرف ہونے لگا  
خدا کی یاد چھوٹ گئی  
خلق خدا کی دل آزاری ہونے لگی

(۳)

طبیعتوں میں ریش پیدا ہوئی  
ایک دوسرے پر اعتماد نہ رہا  
بھگڑے پیدا ہوئے  
دلوں کا اطمینان بابتا رہا

(۴)

بیٹے بیٹیوں کو لے کر الگ ہو گئے

مرد دی ختم ہو گئی  
عداوت پھیل گئی  
بوڑھے ماں باپ کا کوئی پرسان نہ رہا  
وہ بھار ہو گئے اور مر گئے

(۵)

دولت تقسیم ہوئی  
کار و بار ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا  
چند سال تھیں گزر گئے تھے  
کو سب ناوار ہو گئے  
نہ جاننا نہ رہی  
نہ کار و بار

(۶)

شہر میں دوبار پھیلی  
پہلے بڑا بیٹا مر گیا  
اس کے بچے یتیم ہو گئے  
پھر چھوٹا بیٹا اور اس کی بیوی فوت ہو گئی  
اور ان کے بچے برباد ہو گئے

(۷)

آہ! اے بد بخت خاندان  
تیرے بچے گلیوں میں آوارہ رہتے ہیں  
تنگے بدن اور تنگے پاؤں  
تیرا کوئی یار و مددگار نہیں!  
تیرا کوئی پرسانِ حال نہیں!

(۸)

آہ! اے بد بخت شہر  
اور اے بد بخت خاندان  
تو نے خدا کو بھلا دیا  
خدا نے تجھے بھلا دیا  
خدا کی مار چڑی  
جس میں آواز نہیں







## بقیہ خطبہ :- (صلو سے آگے)

امام حسینؑ کو مکتہ سے کوئٹہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

## عبداللہ بن عباسؑ کا کوئٹہ جانے کا ارادہ

آپ کے دوستوں اور رشتہ داروں کو جب اس ارادہ کا علم ہوا تو وہ سخت مضطرب ہوئے۔ (یہ سب لوگ کوئٹہ والوں کی بے وفائی اور غداری سے واقف تھے۔ اور بنی امیہ کے خاندان کے مظالم سے بھی آگاہ تھے۔ سینے اس سفر کی مخالفت کی حضرت عبداللہ بن عباسؑ نے فرمایا۔ لوگ یہ سن کر بہت پریشان ہوئے۔ کہ آپ کوئٹہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا واقعی آپ کا پختہ ارادہ ہے۔ حضرت امام حسینؑ نے جواب دیا کہ واقعی عنقریب روانہ ہونے والا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؑ نے فرمایا۔ کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے پہلے امیر کو بے دست و پا کر دیا ہے۔ دشمن کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ اور ملک پر اپنا تسلط جما لیا ہے۔ اب آپ کو نظام حکومت کے درست کرنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر بے شک تشریف لے جاتے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ان لوگوں کا آپ کو بلانا جنگ کے لئے بلانا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو دھوکہ نہ دیں۔ اور جب آپ کے دشمن کو طاقتور دیکھیں گے۔ تو پھر اس کے طرفدار ہو کر آپ سے لڑائی کریں گے۔ حضرت امام حسینؑ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوئے۔ اور روانگی کے ارادہ پر قائم رہے۔

## دوبارہ سر وکتا

جب حضرت امام حسینؑ بالکل تیار ہو گئے پھر حضرت ابن عباسؑ کو کوئٹہ سے ہونے آئے۔ اور محبت و سماعت کہا۔ کہ مجھ سے خاموش رہیں رہا جانا۔ میں اس سفر میں آپ کی ہلاکت اور بربادی دیکھ رہا ہوں۔ عراقی لوگ بڑے دغا باز ہیں۔ ان کے قریب بھی نہ جائیے۔ اور یہیں کہ قتلہ میں قیام کیجئے۔ عراق والے اگر آپ کو بلانا بھی چاہتے ہیں۔ تو انہیں کہیے کہ پہلے دشمن کو اپنے علاقہ سے نکال دیجئے۔ پھر مجھے بلائیے۔ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں۔ تو پھر عین چلے جائیے۔ وہاں کے لوگ آپ کے والد (حضرت علیؑ) کو مکتہ جہاں کے غیر خواہ ہیں۔ وہاں آپ ان دشمنوں کی گرفت سے بھی باہر ہوں گے۔ وہاں خطوں اور قاصدوں کے ذریعہ سے اپنی دعوت پھیلائیے گا۔ آپ اس طرح پر یقین کیا میاں ہوں گے امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہ میں تو عراقی کا ارادہ پختہ کر چکا ہوں ابن عباسؑ سے فرمایا۔ کہ اگر آپ نہیں مانتے۔ تو پھر عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے۔ مجھے خطرہ ہے کہ آپ ان کی آنکھوں کے سامنے اسی طرح قتل نہ کر دیئے جوق جس طرح عثمان بن عفان اپنے گھروالوں کے سامنے

قتل کر گئے تھے۔ اتنی باتیں ہونے کے باوجود آپ اپنے ارادہ پر قائم رہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے لوگوں نے آپ کو سمجھایا۔ لیکن کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

## امام حسینؑ کے چھپے بھائی کا خط

آپ کے چھپے بھائی عبداللہ بن جعفر نے مدینہ منورہ سے خط لکھا۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ خط دیکھتے ہی اپنے ارادہ سے باز آ جائیے کیونکہ اس راہ میں آپ کے لیے ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کے لیے بربادی ہے۔ اگر آپ قتل ہو جائیں گے۔ تو زمین کا نور سمجھ جائے گا۔ اس وقت آپ کا وجود ہی ہدایت کا نشان اور ارباب ایمان کی امیدوں کا مرکز ہے سفر میں جلدی نہ کیجئے۔ میں آتا ہوں۔

## حاکم مدینہ کا خط

عبداللہ بن جعفر نے اس کے علاوہ والی مدینہ منورہ سے بھی خط لکھوایا جس کا مضمون یہ ہے۔  
”میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس راستہ سے ہٹا دے جس میں ہلاکت ہے۔ اور اس راستہ کی طرف رہنمائی فرمائے جس میں سلامتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں۔ میں آپ کے لیے شفاق اور اختلاف سے بچاؤ کرتا ہوں۔ میں آپ کی ہلاکت سے ڈرتا ہوں۔ میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ ان کے ساتھ واپس چلے آئیے۔ میرے پاس آپ کے لیے امن و سلامتی۔ نیکی۔ احسان اور حسن ہوتا ہے۔ خدا اس پر شاہد ہے۔ وہی اس کا کفیل اور نگہبان اور وکیل ہے۔ والسلام“  
اس کے بعد آپ اپنے ارادہ پر پختہ رہے۔

## فرزوق شاعر سے ملاقات

جب آپ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو ”صفاح“ نام مقام پر اہل بیت کا مشہور شاعر آپ سے ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ تمہارے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے۔ پھر فرزوق نے جواب دیا۔ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر تو ایں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار ہر گھڑی کسی نہ کسی حکم فرمائی میں رہتا ہے۔ اگر اس کی مشیت ہماری خواہش کے مطابق ہو تو اس کی توفیق کریں گے۔ اور اگر امیہ کے خلاف ہو۔ تو بھی نیک نیتی اور تقویٰ کا ثواب کہیں نہیں گیا۔

## مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں کی ہمدردی

زرد نام ایک مقام پر پہنچ کر معلوم ہوا۔ کہ یزید کے

کوئٹہ کو عبداللہ بن جعفر نے مسلم بن عقیل کو اطلاع دے کر دیا ہے۔ اور کوئٹہ میں سے کوئی شش سے محسوس نہیں ہوا۔ امام حسینؑ نے بار بار ”آنا اللہ و آنا الیہ راجعون“ پڑھا۔ بعض ساتھیوں نے عرض کی۔ اب بھی وقت ہے ہم آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے حق میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں سے نوٹ چلے۔ کوئٹہ میں آپ کا ایک بھی طرفدار مظلوم نہیں ہوتا۔

امام حسینؑ خاموش ہو گئے۔ اور واپسی پر غور کرنے لگے۔ لیکن مسلم بن عقیل کے عزیزوں نے کہا۔ واللہ ہم ہرگز نہ پلٹیں گے۔ اور اپنا انتقام لیں گے۔ یا اپنے بھائی کی طرح مرجائیں گے۔ اس پر آپ نے اپنے ساتھیوں کو نظر اٹھا کر دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ان کے بعد زندگی میں کوئی مزہ نہیں۔

## حرّ ابن یزید کی ملاقات

قاوسیہ سے جو ابھی آگے بڑھے۔ اور کوئٹہ سے دو منزل پر جا پہنچے۔ تو حرّ ابن یزید عبداللہ بن زیاد کی طرف سے ایک ہزار مہتممیا ربند فوج لے کر آئے۔ اور ساتھ ہو لیا۔ اور اس نے امام حسینؑ سے کہا۔ کہ عبداللہ ابن زیاد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں۔ یہاں تک کہ آپ کو اس کے پاس لے چوں۔ اور میں خدا کی قسم مجبور ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہ میں خود کوئٹہ کی طرف نہیں آتا یہاں تک کہ مجھے کوئٹہ والوں کے بہت سے خطوط پہنچے ہیں۔ اور میرے پاس ان کے بہت سے قاصد آتے ہیں۔ اور تم کوئٹہ کے رہنے والے ہو۔ اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہو۔ تو میں تمہارے شہر میں ٹول گاؤں کو لوٹا جاؤں گا۔ اس پر حرّ نے کہا۔ آپ کوئی خطوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے خطوں کا کوئی علم نہیں۔ امام حسینؑ نے عقبی بن سلام کو حکم دیا۔ کہ وہ دونوں بھیلے نکال جائیں جن میں کوئٹہ والوں کے خط بھرے ہیں۔ عقبی نے بھیلے اڑیل کر خطوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اس پر حرّ نے کہا۔ لیکن ہم وہ نہیں۔ جنہوں نے یہ خط لکھے تھے۔ ہمیں تو یہ حکم ملا ہے۔ کہ آپ کو عبداللہ بن زیاد تک پہنچا کے چھوڑیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ یہ موت سے پہلے ناممکن ہے پھر آپ نے روانگی کا حکم دیا۔ لیکن مخالفین نے راستہ روک لیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ حرّ نے جواب دیا۔ میں آپ کو عبداللہ بن زیاد کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا۔ واللہ میں تیرے ساتھ نہیں چلوں گا۔ اس نے کہا۔ واللہ میں بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ جب گفتگو زیاد ہوئی تو حرّ نے کہا۔ کہ مجھے آپ سے ملنے کا حکم نہیں ملتا۔ مجھے صرف یہ حکم ملا ہے۔ کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں یہاں تک کہ آپ کو کوئٹہ پہنچا دوں۔ اگر آپ اسے



منظور نہیں کرتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کو ضرر جاتا ہو۔ نہ ہر میند۔ بات زیادہ لمبی جوتی گئی۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کو نہ کے راستے سے بہت گئے۔

### میدان کربلا میں قیام

اور میدان کربلا میں عرم الحرامؑ کو اتارے جیل میں لے گئے تھے۔ تمام مکان نام نہایت فرمایا معلوم ہوا کہ اس کا نام کربلا ہے تب آپ نے فرمایا۔ **هَذَا أَمْرٌ كَرِيمٌ وَبَلَدٌ** یعنی یہ تکلیف اور ناکت کی جگہ ہے۔ یہ مقام پانی سے دور تھا۔ وریا میں اور اس میں ایک پہاڑی حاصل تھی۔

### عمر بن سعد کی آمد

دوسرے دن عمر ابن سعد ابن ابی وقاص کو فوج والوں کی چار ہزار فوج لے کر آہنچا۔ عبید اللہؑ نے زیاد سے عمر کو زبردستی بھیجا تھا۔ عمر کی خواہش تھی کہ کسی طرح اس آزمائش میں نہ آئے۔ اور معاملہ دفع دفع ہو جائے اس نے آتے ہی امام حسینؑ کے قاصد بھیجا۔ اہل درایت کیا۔ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ جو حوٹرا بن یزید کو دے چکے تھے۔ یعنی تمہارے اس شہر کے لوگوں ہی نے مجھے بلایا تھا۔ اب اگر وہ ناپسند کرتے ہیں۔ تو میں لوٹ کر جانے کو تیار ہوں۔

### عبید اللہؑ نے زیاد کا بیعت کیلئے اصرار

عمر ابن سعد کو امام محمدؑ کے اس جواب سے خوشی ہوئی۔ اور امیر بندھی کہ یہ مصیبت ٹل جائیگی۔ اس نے خود عبید اللہؑ کی زیاد کو خط لکھا۔ عبید اللہؑ ابن زیاد نے جواب دیا کہ حسینؑ کو کہو کہ پہلے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ یزید ابن معاویہ کی بیعت کریں۔ پھر ہم دیکھیں گے۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں تک پانی نہ پہنچنے پائے وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پہنچنے نہ پائیں جس طرح تمام ابن عفان پانی سے محروم رہے تھے۔ جب امام حسینؑ کے پاس وہ خط آیا۔ آپ نے اسے پڑھا اور پھینک دیا۔ اور قاصد سے فرمایا۔ کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ وہ قاصد لوٹ کر عبید اللہؑ کی زیاد کے پاس گیا۔ اس جواب نے اس کا غصہ اور بھڑکایا اس نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فوجیں تیار کیں اور ان کا سپہ سالار عمر ابن سعد کو بنایا۔ جو رقی کا حاکم تھا۔ اس نے امام حسینؑ کے مقابلے میں لڑنے سے پہلے ہی کی۔ تب عبید اللہؑ نے زیاد سے اس سے کہا۔ یا تو لڑنے کو جا۔ یا سہیلی کی حکومت سے دستبردار ہو جاؤ کہ اپنے گھر جا بیٹھو۔ عمر ابن سعد نے رقی کی حکومت کو ترجیح دی اور امام حسینؑ سے لڑائی کے لیے فوجوں سمیت چل نکلا۔ عبید اللہؑ ابن زیاد ایک ایک سردار کی معیت میں حضورؐ اور حضورؑ

لشکر جمع کر کے بھیجا رہا۔ یہاں تک کہ عمر ابن سعد کے پاس بائیس ہزار سپاہ اور پیادے جمع ہو گئے۔ اور دریا کے فرات کے کنارے پہنچا۔ اور امام حسینؑ اور پانی کے درمیان رکاوٹ کر دی۔ عمر ابن سعد کے لشکر میں زیادہ تر وہی لوگ تھے جنہوں نے امام حسینؑ سے خط و کتابت کی تھی۔ اور ان سے مسلم بن عقیل کے ذریعہ سے بیعت بھی کر چکے تھے۔ جب امام حسینؑ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ان سے لڑائی نہ کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اپنے لشکر کے گرد ایک خندق کھودیں۔ اور ایک ہی دروازہ اس خندق کا رکھا۔ تاکہ اس دروازہ سے نکل کر دوسری نماز عصر کے بعد عمر ابن سعد نے اپنے لشکر کو حرکت دی۔ جب لشکر قریب پہنچا۔ تو انہوں نے امام حسینؑ کو رخسے میں لے لیا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ امام حسینؑ کے ساتھیوں میں سے ایک ایک کو قتل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے تقریباً سچاس آدمی قتل ہو گئے۔ اس وقت امام حسینؑ نے چیخ کر فرمایا۔ آیا کوئی خدا واسطے فریاد رس ہے۔ آیا کوئی رسول اللہ کے حرم کو بچانے والا ہے۔ یہ سن کر (حزرا بن یزید) جس کا پہلے ذکر آچکا ہے اپنے گھوڑے پر امام حسینؑ کی طرف آیا۔ اور آکر کہا۔ اے رسول کے بیٹے سب سے پہلے میں ہی تیری جماعت میں آ گیا ہوں۔ تاکہ میں تیری ہی مدد میں قتل کیا جاؤں۔ شاید کہ کل کو تیرے نانا کی شفاعت نصیب ہو۔ اس کے بعد اس نے عمر ابن سعد کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور اس وقت تک لڑا رہا جب تک کہ شہید نہیں کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ اس کا بھائی۔ بیٹا اور غلام بھی شہید ہو گئے۔ پھر اس نے روست لڑائی ہوئی۔ کہ امام حسینؑ کے سپاہیوں نے ساتھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد امام موسیٰؑ کی مولا۔ اپنے ہاتھ میں لے کر تنہا مقابلے کے لیے میدان میں آئے اور دشمنوں سے لڑتے رہے۔ اور جو شخص بھی آپ کی طرف آیا۔ اسے قتل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور آپ کو ان زخموں اور تیروں نے چور چور کر ڈالا۔ جو ہر طرف سے آرہے تھے۔ اس وقت سمری الجوش اپنی فوج سمیت آگے بڑھا۔ امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے خیموں کے درمیان آکھڑا ہوا۔ امام حسینؑ نے لڑکا کر فرمایا۔ اے شیطان کی جماعت میں تم سے لڑنا ہوں۔ تم مستورات کو کیوں چھڑتے ہو۔ کیونکہ وہ تم سے نہیں لڑتیں۔ تب شمر نے اپنی فوج سے کہا عورتوں سے باز آؤ۔ اور اسی شخص کا مقابلہ کرو۔ پھر سب نے امام حسینؑ پر تیروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ زمین پر شہید ہو کر گر گئے۔ اور نصر ابن خنیسہ آپ کا سر کاٹتے

لگا۔ اس سے نہیں بچا گیا۔ تو خولی ابن یزید گھوڑے سے اتر آ۔ اور اس نے آپ کا سر مبارک کاٹ لیا۔ بعض رواؤں میں ہے کہ شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بختو اس کے متعلق اب کیا انتہا کرتے ہو۔ حالانکہ اسے زخموں نے چور کر دیا ہے۔ اس کے اتنے بھگے پر امام حسینؑ پر تیرا و نیزے برسے گئے۔ یہاں تک کہ ایک بدبخت کا تیر آپ کے گلے سے پار ہو گیا۔ اور آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ اور اسی حالت میں شمر نے آپ کے چہرہ مبارک پر تلوار مار دی۔ اور منالی ابن اس نے نیزہ مارا۔ اور خولی ابن یزید آپ کا سر کاٹنے لگا۔ تو اس کے ہاتھ کانپ گئے۔ پھر اس کے بھائی شہل ابن یزید آپ کا سر کاٹا۔ پھر یہ لوگ اہل بیت کے خیمے میں گئے۔ یہاں سے بارہ لڑکے بنی ہاشم کے قید کئے اور جنتی عورتیں تھیں۔ ان کو بھی قید کر لیا۔ عمر ابن سعد اور شمر نے لوگوں کو حکم دیا۔ اور ان سنگدلوں نے امام حسینؑ کی لاش کو گھوڑوں کے سموں سے تھاپا۔ اور آپ کے سر مبارک کو شیرانی مالک اور خولی ابن یزید کی معیت میں عبید اللہ ابن زیاد کے طرف بھیج دیا۔

### واقعہ کربلا کا سچ و الم

ہر کلمہ گو کو خواہ وہ شیعہ ہو یا سنی۔ اس وحشت ناک اور درد انگیز واقعہ سے بے انتہا سچ و الم سے کوئی نہیں۔ جو امام حسینؑ کی مظلومیت سے محروم نہ ہو۔ اور اس کا دل ان نظام سے مضطرب اور پریشان نہ ہو۔ تقریباً تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس اندیشہ درد انگیز مصیبت خیز پریشان کن۔ دل ہلا دینے والے واقعہ کو بھولنے نہیں پائے۔ شیعہ صحابان کے علاوہ سنیوں کی کتاب میں بھی اس خوفناک واقعہ کی یاد تازہ اپنے سینوں میں رکھتی ہیں۔ اور ہر پڑھنے والے کے دل کو ماتم کردہ بنادیتی ہیں۔

### اتہار غم کے طریقے میں فرق

اہل سنت و جماعت ان دونوں واقعات کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھنے کے باوجود ایک ہی اور ذی وقار صاحب عزم انسان کی طرح ممانت اور تحمید کی کوہانوں سے جانے نہیں دیتے اور یزید جیسی طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں امام حسینؑ اس کی قوت بہت اندر ہدایت کی آواز اٹھا کہ سنت حسینؑ کی یاد تازہ رکھتے ہیں۔ تاکہ امام حسینؑ کے متبعین اور نام لینے والوں میں روح حسینؑ کے نظارے ہمیشہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے نظر آتے ہیں۔ بخلاف شیعہ صحابان کے کہ وہ اس سچ و الم کا اظہار کرنے کے لیے نامی شریعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ فخر و عالم سید المرسلینؐ کی سنت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور اظہار غم کے لیے دوسری حرم کے چھوڑ دیتے اختیار کرتے ہیں۔ جس میں وہ ساری



چیزیں ناجائز اور ہلکے حرام ہوتی ہیں۔ جن سے مسلمانوں کے عقائد فاسد ہوتے ہیں۔ احادیث کی تباہی کا موجب بنتی ہیں۔ اگر خود سے دیکھا جائے تو اہل سنت والجماعت کے علاوہ مقتدر مقتدیوں کی شیعہ صاحبان بھی عوام الناس کے اس طریق کار کے سخت مخالف ہیں۔ دونوں جماعتوں کے رہنما ان چیزوں کو نہ صحیح سمجھتے ہیں۔ نہ سفید سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کے فتاویٰ کے ذیل میں درج ہوں گے۔ البتہ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ صاحبان میں کمزور طبیعت کے رہنما اپنے مفاد و دنیا کی خاطر حق کو چھپاتے ہیں۔ اور عوام الناس کے طعن و تشنیع سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ اور مفاد دنیا کی خاطر سچے اخروی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور عوام الناس میں اشاعت حق کرنے سے جی چراتے ہیں۔

اللَّهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّالِّينَ

تقریب داری متعلق علمائے اہل سنت کا فیصلہ

شاء عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی مطبوعہ مطبعہ مجتہبی ماہ شوال ۱۳۱۷ھ کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں کہ:- تقریب داری جو بدعت میں کہتے ہیں بدعت ہے۔ اور بدعت سیئہ ہے۔ اور بدعت سیئہ بدعت کو خدا کی لعنت میں گرفتار کر دیتی ہے۔ اور اس کے فریق اور فوافل بھی درگاہ خداوندی میں مقبول نہیں ہوتے۔ انتہا۔ ملخصاً۔

اسی فتاویٰ کے ص ۷۲ میں تحریر فرماتے ہیں:-

س۔ مرثیہ خوانی کی مجلس میں زیارت اور گریہ زاری کی نیت سے حاضر ہونا اور اس جگہ مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ اور درود پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں۔

ج۔ اس مجلس میں زیارت اور گریہ زاری کی نیت سے جانا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ وہاں کوئی زیارت نہیں ہے۔ جس کے واسطے آدمی جائے۔ اور یہ لکڑیاں تلاذیم کی جو بائی گئی ہیں یہ زیارت کے قابل نہیں۔ بلکہ شانے کے قابل ہیں۔ اسی فتاویٰ کے صفحہ ۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں:-

س۔ تقریب کے تاویث کی زیارت کرنا اور اس پر فاتحہ پڑھنا اور کتاب سننا اور فریاد کرنا اور رونا اور سینہ کو پی کرنا اور امام حسینؑ کے ماتم میں اپنے آپ کو زخمی کرنے کا کیا حکم ہے۔

ج۔ یہ سب چیزیں ناجائز ہیں۔

خلاصہ فتاویٰ اہل سنت:-

ذکرۃ الصدوق فتاویٰ سے مندرجہ ذیل چیزیں صاف اور ظاہر ہیں:-

I۔ تقریب بدعت سیئہ ہے۔

II۔ مرثیہ خوانی۔

(III) اور اس مجلس میں زیارت اور گریہ زاری کی نیت سے جانا بھی ناجائز ہے۔

(IV) اور سینہ کو پی کرنا اور امام حسینؑ کا ماتم کرنا اور اپنے آپ کو زخمی کرنا یہ سب چیزیں شرعاً ناجائز ہیں۔

### ماتم اور نوحہ کی ممانعت

جہاں تک ماتم کا تعلق دل اور آنکھوں سے ہے ممنوع نہیں۔ مگر جب زبان اور ہاتھ سے اظہار کیا جائے تو حرام ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث سننی اور شیعہ اور اقوال ائمہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی حدیث حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَيْسَ جُنَّا مِنْ عَرَبٍ اَنْتَدُّوْا وَشَقُّ الْجَنَابِ وَ دَعَا بِدَعْوَى اَيُّهَا حَيْلِيَّةٌ (متفق علیہ) ترجمہ:- وہ شخص اسلامی جماعت سے خارج ہے جس نے ماتم میں رساںوں پر ہاتھ مارے۔ مگر بیان بھارتی اور جاہلیت کے سے ہیں سننے سے نکالے۔

دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اِنَّكُمْ مَعْصَاكَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنْ الْقَلْبِ فَتَنَ اللّٰهُ عَنْ دَجَلٍ وَ مِنَ الرَّجْمِ وَمَنْ كَانَ مِنَ الْبُكَوْهِ مِنَ الْاِنْسَانِ فَهُوَ الشَّيْطَانُ (رواہ رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ:- یعنی جو ماتم آنکھ اور دل سے ہو وہ جائز ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو۔ وہ شیطانی فعل ہے۔

تیسری حدیث

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنَکُمُ الَّذِیْ جَمَعَ بَیْنَ طُغْيَانٍ (مشکوٰۃ شریف) ترجمہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت کی ہے)

نتیجہ

ذکرۃ الصدوق احادیث میں جن چیزوں کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کو شیطانی فعل کہا گیا ہے اور جن کاموں کے کرنے پر لعنت نازل ہوتی ہے۔ ہم کے ماتم کے نامی جملوں میں سب کام کئے جاتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے جملوں میں ہرگز شامل نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

اپنی چیزوں کے حرام ہونے پر شیعہ صاحبان کی زیارت ملاحظہ ہوں۔

پہلی:- ابن بابویہ نے سند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت فاطمہؑ سے فرمایا:- کہ جب میں وفات پاؤں تو میری وفات پر اپنے بال نہ فوجا۔ اور داویلا نہ کرنا۔ اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا۔

(جلال العیون ص ۷۷) و فرغ کافی جلد دوم ص ۱۱۱ (دوسری) ملاحظہ ہوں علماء العیون ص ۸۷ میں تحریر کرتے

ہیں۔ کہ جب ابو بکرؓ نے غسل و کفن وغیرہ کے متعلق اہل بیت کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:- کہ:-

جب فرشتے مجھ پر نماز پڑھ چکیں۔ اس وقت تم فوج و رواج اس گھر میں آنا۔ اور مجھ پر صلیو۔ بھینا۔ اور سلام کرنا۔ اور مجھے نالرو فریاد گریہ زاری سے آزاد نہ دینا۔ پھر فرمایا:- اٹھ جاؤ۔ اور جو کچھ میں نے میان کیا ہے اس سے اور لوگوں کو مطلع کرو۔

### مسلمانوں کا فرض

جب مرثیہ خوانی کی مجلسیں اور نامی جلوس شریع ہیں۔ فقط اہل سنت ہی نہیں بلکہ شیعہ کے رہنمایان مذہبی بھی ان کے شرعاً مخالف ہیں۔ تو اہل سنت والجماعت کا فرض ہے کہ وہ ان مجالس میں جائے اور جلوس تقریب میں شرکت نہ کریں۔ ورنہ شرکت کے باعث غم و تماشہ یعنی کے طور پر کیوں نہ ہو۔ غضب الہی کے عذاب اور عذاب الہی کے مستحق ہوں گے۔

بالخصوص جبکہ شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ترین جانشینوں یعنی سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ ابن خطابؓ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان کو غاصب قرار دیتے ہیں اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اور ان کو کافر کہتے ہیں۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے ہر غیرت مند مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شیعہ کی مجالس مرثیہ میں شرکت سے پرہیز کرے اور ان کے تقریروں کے جلوس میں شامل ہونے نہ پائے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی مجالس کی رونق افزائی بجا ئے خیر و ایک بہت بڑا گناہ ہے مسلمانوں کا فرض ہے۔ خود اس سے بچیں اور اپنے اہل و عیال کو بچائیں۔ و ما علینا الا البلاغ

### شیعہ صاحبان کے علماء اور رؤسا کا شرکت ہونا

اگر نامی جلوس ایسے ہی موجب ثواب اور باعث رحمت اور امام حسینؑ کے پیغم اور بے قراری دل کے صحیح اخبار کا ذریعہ ہیں۔ تو پھر شیعہ صاحبان کے علماء اور رؤسا کیوں اس مبارک رسم میں شریک کیوں نہیں ہوتے اور کیوں سینہ کو پی سر بازار جلوس میں شامل ہو کر نہیں کرتے۔

خیرانچہ دارالسلطنت جناب لاہور میں ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ سینہ کو پی کرنے والے صرف چنگے طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ یا اس میں چند ناداری عورتیں سیاہ لباس میں جلوس ہاتھ جھینگیں ہاتھ ہاتھ حسینؑ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور اس جلوس کے ساتھ عام جہاں بطور تماشا یعنی کے جمع ہوتے ہیں۔ اور جلوس کی رونق دہلا ہوا جاتی ہے۔

عاجز است:- اہل عقل اس تحریر یا سننے سے خود بخود



دلا سکتے ہیں۔ کہ اس میں کہاں تک خیر و برکت آسکتی ہے اور خود شیعہ صاحبان کے ہاں ان کی کیا حقیقت ہے

### شیعہ کی تفاسیر سے نوحہ کی ممانعت

شیعہ کی تفسیر عروۃ البیان جلد سوم ص ۲۳ میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو ناپسند کرتا ہے۔ گھر کے آواز۔ کتے کی آواز۔ اور نوحہ گر عورت کی آواز۔

شیعہ کی اسی تفسیر کے صفحہ ۳۹۲ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ تو دوسری شرطوں کے علاوہ یہ شرط بھی ہوتی تھیں۔ نوحہ نہ کرنا۔ کپڑے نہ بھاڑنا۔ سر کے بال نہ ڈھچکا۔ اور اپنا منہ نہ ڈھچکا۔ وغیرہ وغیرہ۔

### سیاہ مانتی لباس کے خلاف شیعہ فتاویٰ

کتاب ”موج لا یجہز الفقیہ“ باب فی صلی فیہ میں تحریر ہے کہ سئل امدادی عن الصلوات فلبس التودا فقال لا یلبس فیما فاکھ لباس اهل النار فقال امیر المؤمنین علم وعن لا یلبسوا سوداء عنکھا لباس فرعون۔

(ترجمہ) امام صادق سے سوال کیا گیا۔ کہ ورنہ سیاہ کپڑے پہن کر نماز پڑھیں۔ فرمایا۔ کہ سیاہ کپڑے پہن کر نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ سیاہ کپڑے دوزخوں کا لباس ہے۔ اور امیر المؤمنین نے اصحاب کو سکھایا۔ کہ سیاہ لباس نہ پہنوں۔ کیونکہ سیاہ پوشی فرعون کا لباس ہے۔ (درد اللہ ج ۲ ص ۲۴) جامع عباسی پانزدہ بابی جو فقہ مذہب اثنا عشری کی مستند کتاب ہے جس کے مصنف ملا محمد باقر عینی علیہ السلام ہیں۔ اور شیعوں کے مطبع یوسفی دہلی کی مطبوعہ ہے۔ اس کے ص ۲۱۶ میں تحریر ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ۔

حق نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ مومنوں سے کہہ دے۔ کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں۔ یعنی سیاہ کپڑے۔ فروع کافی جلد ۲ جز ثانی ص ۳ میں بھی سیاہ لباس کو ملحدوں کی ناریاں بتایا گیا ہے۔ (ناموس نوحہ خواں ص ۱۷)

### نتیجہ

ان حوالہ جات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ صاحبان جو سیاہ لباس پہن کر اپنی نشان بناتے ہیں۔ یہ ان کے اپنے مقتدا یا ان مذہبی کے فیصلے کے بھی سراسر خلاف ہے۔ جب شیعہ کے ہاں بھی یہ چیز حرام ہے تو سنی مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس قبیح رسم سے بچیں۔ اور اس مضحکہ خیز نظریہ کو مانتے ہوئے کسی مذہبی کی طرح سچا۔ صیور۔ بباد اور جانی نثار۔ مجاہد۔ اور غازی بننے کی فکر کریں۔

حاصل یہ ہے۔ کہ ہم اہلسنت والجماعت ائمہ اہل بیت کے سچے محب اور سچے خیر خواہ ہیں۔ ان سے عقیدت پورا ایمان ہے۔ ان کی راحت سے فرحت اور ان کی تکلیف سے صدمہ ہمارے دلوں کے تاثرات ہیں۔ ہم ان کے نقض قدم پر چلنے کو اپنی سعادت خیال کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ سچی محبت اور صحیح عقیدت میں ہم شیعہ صاحبان سے کم نہیں۔ البتہ یہ عرض کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ عشر محرم کی تمام بدعات جو شیعہ میں مروج ہیں جن کی تفصیل اس مضمون میں آچکی ہے۔ ان کے ہم سخت مخالف ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان سے روکنا ہمارا فرض ہے۔ بلکہ دعا کرتے ہیں۔ کہ جس طرح ہم محبت اور عقیدت میں شیعہ صاحبان سے براہی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ تو فیق دے کہ ائمہ اہل بیت کے نقض قدم پر عملی طور پر چلنے میں سنیوں کے دوش بہوش نظر آئیں۔ سب و شتم۔ طعن و تشنیع۔ تعزیر۔ نوحہ خوانی سامتی لباسوں سے باز آئیں۔ حق کے حامی اور باطل کے دشمن نظر آئیں۔ اسلام محمدی کے پیروکار۔ اور بدعات مخترع سے مجتنب ہو جائیں۔ آمین یا اللہ العالمین

جب شیعہ اور سنی ایک شیخ پر اکھڑے ہوں۔ تو اس اتفاق کی برکت سے دیکھئے۔ کہ اسلام کو کس طرح نفع اور عروج حاصل ہو سکتا ہے۔ ایں دعا اذن من مازجد جہاں آمین باد

### ماتم اور تعزیر کی تاریخ

واضح ہو کہ لغت میں تعزیر نام ہے مصیبت زدہ کو تعزیر صبر کرنے کا۔ چونکہ کسی کامر نا بھی اس کے ارتداد کے لیے لظاہر ایک سخت مصیبت اور باعث سخت رنج و غم ہے۔ لہذا ان کے تعزیر صبر کرنے کو بھی تعزیر کہتے ہیں۔ بلکہ عرفاً غالب اطلاق اسی پر ہونے لگا۔ بشریت میں بھی اس کے یہی معنی ہیں۔ اور کسی کے مرنے پر صرف تین دن تک تعزیر کرنی جائز ہے۔ تین دن کے بعد تعزیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر تعزیر کنندہ یا میت کے اعدا سفر میں ہوں۔ اور تین روز کے بعد آئیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں ہے۔

جو شخص ایک مرتبہ تعزیر کر چکا ہو۔ اس کو پھر دوبارہ تعزیر کرنا مکروہ ہے۔ حدیث شریف میں تعزیر کے لیے یہ کہنا منقول ہے

اعظم الله اجرک واجریک بخیر

و عظم ثوابک۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرا اجر زیادہ کرے اور تجھ کو اچھا صبر عطا فرمائے۔ اور تیری میت کو بخش دے۔ جس میں نہ رونا ہے۔ نہ پشیمانہ۔ نہ چھینا ہے۔ نہ چلانا

نہ کپڑے بھاڑنا اور نہ گریباں چاک کرنا ہے۔ نہ بال ٹوچنا۔ اور نہ پر لٹکانا ہمارا سیدہ کو بی ہے۔ نہ ڈالو اور رخساروں پر ہاتھ مارنا نہ اجتماع و اجتماع اور نہ جوع فزع کی ضرورت ہے۔ نہ میت کے مدح و ذم کے بیان کی حاجت۔ جیسا کہ عوام کا الانعام میں کسی کے مرنے پر عموماً دیکھا جاتا ہے لیکن یہ سب خرافات اور ناجائز کام آج جس تعزیر میں ہوتے ہیں۔ وہ حرم کا تعزیر ہے۔ اور اس مختصر تقریر میں زیر بحث یہی لفظ تعزیر ہے۔ جس کو لغتاً۔ عرفاً شیعہ کسی طرح بھی تعزیر نہ کہنا صحیح نہیں۔

مذہب اس کے عدم جواز کی بحث تو میرے اشتہار حرم الاحرام اور رسالہ حرمت تعزیر میں دیکھی چاہئے۔ اس وقت سنیوں کو متنبہ کرنے کے لیے مورخانہ طور پر بھی صرف یہ عرض کرنا ہے۔ کہ ہر سال شیعہ ہجرت ۱۱۰۰ میں جس تعزیر کی بدولت بوجہ نادانی و جہالت لاکھوں سنی عہد شیعہ ہو چکے ہیں۔ وہ حکایت شیعہ اہل سنت کی نہیں بلکہ یزید اور دشمنان آل رسول کی ایجاد ہے۔ اس تعزیر کی روح امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاں پروردگار و ائمہ و شیعہ کو نہ ہے۔ اور اس کا جسم و ضرغام حسین واقعہ کربلا کی وہ نقل ہے جو بائیں اور کا فذ وغیرہ کا بنا کر تعزیر یا وجہ نامہ مرثیہ کے ساتھ سالانہ حرم میں نکالی جاتی ہے جس کے ساتھ ہمیشہ مختلف مقام پر اور بھی بیت رہیں ادا کی جاتی ہیں۔ اور آٹھ دن نئی چیزیں نکلتی رہتی ہیں۔

### ماتم کی تاریخ

یعنی نوحہ و ماتم نامہ و شیعہ پر امام حسین کی ابتدا دنیا میں جس نے سب سے پہلے کی۔ وہ بقول شیعہ یزید ہے۔ جو ان کے خیال کے مطابق اول درجہ کا دشمن اہل بیت اور قاتل حسین تھا۔ چنانچہ

(۱) لا باقر جلیس محمد شیعہ کہتے ہیں کہ جب اہل بیت حسین کا قافلہ کوفہ سے دمشق میں آیا اور دریا پر یزید میں پیش ہوا۔ تو یزید کی نذر ہندو خنجر علیہ ابن عامر بے تاب ہو کر بے پروہ دریا پر یزیدیں چلی آئی۔ یزید نے دودھ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا۔ اے ہندو خنجر تو میری بہن فرزند رسول خدا و بزرگ قریش کہ ابن زیاد لعین در اہرا و تعزیر کر دو من راضی بمقتن او خودم (جلال الجبرین ص ۱۲۵)

یعنی اے ہندو خنجر تو فرزند رسول خدا و بزرگ قریش پر نوحہ و زاری کر۔ کہ ابن زیاد لعین نے ان کے معاملہ میں جلدی کی۔ اور میں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔ (۲) جب اہل بیت حسین یزید کے محل میں داخل ہوئے۔ تو اہل بیت یزید نے زہر دیا تاکہ لباس ماتم پہننا۔ معذرتاً تو خود زہر دے کہ یہ بھڑکی۔ اور یزید کے گھر میں تین روزہ برقرار قائم رہا (نفا ص ۱۲۵)



(۳) صاحب غلامۃ الصائب فرماتے ہیں کہ جب ہم  
محرم پیش بڑھلائے گئے۔ تو کان بیکہ منڈیل  
نہیں تھیں۔ دعوہ ناموہم ان یحیون  
الحی ہند بنت عامر خاند خلج عہد ہا  
فشیخ مئی د حل القصر بکا ونداد و لا  
(۱۹۳۳)

ترجمہ :- یزید کے ہاتھ میں رومال تھا جس سے اپنے  
آنسو بہ چھٹا تھا پس اس نے حکم دیا کہ اُن کو  
میرے محل میں ہند بنت عامر کے پاس لے جاؤ  
جب یہ اُن کے پاس پہنچائی گئیں تو داخل ہوئے  
پر عدوائے گریہ و زاری بلند ہوئی جو باہر سنا  
دی گئی تھی۔

(۴) صاحب تاریخ التواریخ نے ص ۲۱ میں اور صاحب  
تہذیب اللہ ص ۳۳ میں بھی کم پیش اس نام کا ذکر  
کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام حسین پر ہند  
وامم اور زینب و شہداء کا یہ پہلا دن تھا۔ جو حکم یزید  
خود اہل بیت یزید نے انتقام سے کیا پھر جب  
یزید نے چند اہل بیت حسین کو بغیرت و حرمت  
اپنے پاس شام میں رہنے یا مدینہ جانے کا  
اختیار دیا۔ تو انہوں نے ماتم پر پاگئے کی اہار  
چاہی۔ چودی گئی۔ اور شام میں جس قدر قریش و بنو  
ہاشم تھے۔ سب شریک ماتم و نو ہر ہوئے۔ یہ  
گریہ زاری ایک ہفتہ تک جاری رہی۔ امدان  
بہ ہند یزید نے بارام تمام ان کو جانب مدینہ روانہ

کیا۔ (جلال العمول ص ۵۳) و تاریخ ص ۳۳  
(۵) شام میں یہ دوسرا ماتم تھا۔ جو امام حسین پر باجارت  
یزید انتقام سے ہوا۔ یزید کے بعد دوسرا شخص تھا  
تقی شیعہ تھا۔ جس نے کوثر میں سب سے پہلے  
خاص عاشورہ محرم کے لیے اس رسم بدی بنا  
ڈالی۔ بلکہ اور امدان کیا۔ یہ شخص شیعہ بھی تھا۔  
اور دشمن اہل بیت بھی جس کا مفصل ثبوت میرے  
رسالہ قاتلان حسین میں دیکھنا چاہئے۔ اس ضمن  
آل رسول نے قبولیت عامہ حاصل کرنے کے  
لئے اہل مدینہ کو شہ میں رسم ماتم عاشورہ ایجاد کر  
یزید جاری کیا۔ اور تمام تابوت سکینہ جناب امیر  
کی کرسی کی پیشکش شروع کی۔ حالانکہ وہ کرسی جناب  
امیر کی نہ تھی۔ بلکہ طفیل بن جعد نے بلا اجازت  
کسی روغن فروش کی دوکان سے اٹھا کر اسی  
کام کے لئے اسے لادی تھی (بدرہ مجید ترجمہ  
تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۷۷)

(۶) علامہ شہرستان بھی کہتے ہیں کہ ایک پرانی  
کرسی تھی جس پر مختار نے زینبی رومال بڑھا  
کو اور خوب اُمر استہ کر کے ظاہر کیا کہ یہ حضرت  
کے توشہ خاں میں ہے۔ جب کسی دشمنی سے جنگ  
کرتا۔ تو اس کو سب اہل میں رکھ کر اہل لشکر

کہتا۔ بڑھو۔ قتل کرو۔ فتح و نصرت تمہارے قتال  
ال ہے۔ یہ تابوت سکینہ تمہارے درمیان  
مثل تابوت بنی اسرائیل ہے۔ اس میں سکینہ  
ہے۔ اور ملائکہ ہمدی مدد کے لیے نازل ہو  
رہے ہیں۔ وغیرہ (المسل داخل مصری ص ۵۸)

(۷) قیصر شخص معز الدولہ شیعہ ہے جس نے اٹھارہ  
ذی الحجہ کو عید غدیر منانے کا حکم دیا۔ پھر اس  
کے بعد عاشورہ کے دن حکم دیا۔ کہ لوگ غم میں  
میں دکانیں بند کر دیں۔ ہر مثال کریں۔ خرید و فروخت  
سے باز رہیں سوگ کے کپڑے پہنیں۔ زور سے  
واہلا کریں۔ حور میں مال کھولیں۔ منہ پر طاپ  
ماریں۔ لوگوں نے اس کی تعمیل کی۔ اور اہل  
سنت اس کی مخالفت پر تدار نہ تھے۔ کیونکہ  
شیعیوں کا فلیہ تھا۔ جب بھری ۳۵۳ میں  
پھر ایسا ہی ہوا۔ تو اس پر شیعہ اور سنی میں  
بڑا فساد ہوا۔ اور بہت لوٹ مار تک و توت  
پہنچی (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ ص ۲۵۵)  
و تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۷۷)

(۸) کامل ابن اثیر جلد ہمار میں بھی ہے کہ دس  
محرم ۳۵۳ کو معز الدولہ نے عام حکم دیا۔ کہ غم  
بند ہو جائیں۔ بازار اور خرید و فروخت کا کام  
روک دیا جائے۔ لوگ وح کر دیں۔ کبل کا لباس  
پہنیں۔ عورتیں پردہ لگھ منہ اور گرہاں چوک  
دوہڑا مارتی ہوتی شہر کا چکر لگائیں ۱۹

(۹) آنریبل سید امیر علی صاحب سہرط آن  
اسلام انگریزی میں لکھتے ہیں۔ بیادگار شہادت  
امام حسین امد و یگر شہیدان کہ بلا یوم عاشورہ  
کو ماتم کا دن مقرر کیا ہے (ص ۲۶)

ایک اور شیعہ رقمطراز ہیں۔ کہ  
(۱۰) معز الدولہ پہلا بادشاہ عرب امام پر تھا۔  
جس نے یہ یوم عاشورہ بازار بندگاہے  
ٹانہا یوں کو کھانا پکانے کی ممانعت کر دی۔  
عورتیں سر کھولے ہوئے راستوں پر نکلیں۔  
اور ماتم چلیں کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر  
مسافر دعوہ (دیکھو۔ تلخیص مرتبہ ص ۹۷)  
رسم ماتم عاشورہ کی یہ حقہ داستان ہے جو  
حکم یزید ہی کے گھر سے شروع ہوئی۔ مختار  
اور معز الدولہ نے ترقی دی۔ پھر شیعوں نے اس  
پر خوب خوب مذہبی رنگ پر چایا۔ اب عشرہ  
محرم میں گھر گھر اسی کا جلوہ ہے۔ کسی نے سچ  
کہا ہے

رسم ماتم بسا یزید نمود  
ہر کہ آمد بر اُن مزید نمود  
نظر پیدا  
جو مختلف قطع وضع اور رنگ رنگ کے

بنتے ہیں۔ مشہور یہ کیا گیا ہے کہ روضہ امام حسین کی  
نقل ہے۔ جگر کا تو حال معلوم نہیں مگر ستر  
میں ہر سال عشرہ محرم میں بڑے ترک و شہام  
اور دھوم ہے۔ زکلا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عید  
تیمور میں اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ اہل شیعہ و سنی  
شیعہ و زراء۔ شیعہ امام۔ ایرانی اہل اہل اور شیعہ  
لشکر ہند میں قیام اور سلطنت و جنگ کے انتظام  
وغیرہ کے باعث ہر سال کرہا و علی اہیں جاسکتے  
تھے۔ جنہوں نے حسب عقیدہ شیعہ لغرض حصول  
ثواب روضہ امام حسین کی نقل منگوا کر بجائے کر بلا کے  
اس کی زیارت کرنا شروع کی۔ پھر حسب شان اہل  
اودھ کے در میں تشیع نے زور پکڑا۔ تو اہل  
روضہ امام اور ذوالجناح اور قاسم کی مہدی وغیرہ  
کا بھی رواج بڑھا۔ اس نے کم و بیش جلد یہ صورت  
انتہا کر لی۔ جو اب مروج ہے۔ چنانچہ تلخیص مرتبہ  
کر بلا کے شیعہ مصنف بھی فرماتے ہیں۔ کہ جو ہری  
صاحب طونان البکان نے امیر جنود کا عراقی  
میں آنا اور زیارت کر بلا و نجف اشرف کرنا اور  
پیادہ چلنا۔ اور زراء کا پیادہ روی سے منع  
کرنا۔ اور اس کا قرآن میں خال دیکھنا۔ امد آیت  
فاخلع لعیال کا نکلنا۔ اور تہذکات لاا اور  
الفاقر لغریہ واری خصوصاً ہندوستان میں مفصل  
لکھا ہے۔ اور سب جانتے ہیں (ص ۱۷۷) حالانکہ اس  
نقل روضہ امام تغزیر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ حالانکہ  
روضہ امام بھی غیر مستز ہے۔ اور پھر یہ تغزیر  
جس کی تاریخ امیر تیمور کے دور سے آگے نہیں چلی  
بدعت تیمور ہیں۔ تو اور کیا ہے۔ میں مسلمانوں  
کو عقل و ہوش سے کام لیتا چاہئے۔ اور اس قسم کی  
تمام بدعات سے محبت رہنا چاہئے۔

## مطبوعات انجمن خدام الدین

چونتیس رسائل کا سٹ جلد ۲-۸-۰۰  
پانچوں تفاسیر کا مجموعہ جلد ۱-۸-۰۰  
خلافتہ الشکاوت جلد ۱-۲۲-۰۰

## خطبات از حضرت مولانا احمد علی صاحب

خطبات حصہ اول جلد ۱-۸-۰۰  
حصہ دوم ۱-۰۰-۰۰  
حصہ سوم ۱-۰۰-۰۰  
حصہ چہارم ۱-۲۲-۰۰

کتب طے کا پتہ :-  
دفتر انجمن خدام الدین شہر اوالہ دراز لاہور



# پیکر کا صفحہ

## شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ

(انحصارِ حرمین)

پیارے بچو! ہمیں آج شیخ عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ کا قصہ سناتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ کہیں جا رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر نور کا بہاؤ نمودار ہوا۔ جس کی چمک وک انگوٹوں کو خیرہ کیے دے رہی تھی۔ وہ حیران تھے کہ یا الہی یہ کیا ماجرا ہے۔ اتنے میں اسی نور کے بہاؤ سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر! تو نے ہماری بہت بندگی کی۔ تو بہت نیک آدمی ہے۔ چاہم تجھے بخشے ہیں اور تیری باقی عمر کی نمازیں معاف کرتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر نے دل میں سوچا کہ نماز تو اتنی ضروری چیز ہے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہ ہوئی۔ حالانکہ ہمارا ایمان ہے وہ معصوم ہیں۔ پھر بڑے بڑے صحابہ کرام بھی نماز نہ چھوڑ سکے۔ حالانکہ حدیث شریف میں ان کو اللہ میاں کی طرف سے عینتی ہونے کی خوشخبری دے دی گئی تھی۔ اسی طرح بڑے بڑے ولی اللہ بھی نماز نہ معاف کرا سکے۔ میں کون بچاؤں کہ نماز سے معافی مل رہی ہے فوراً دل میں خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ آپ نے اسی وقت اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نور فوراً غائب ہو گیا۔ اور شیطان ایک کتے

کی صورت میں کہہ رہا تھا کہ اے عبدالقادر! ”تو اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا ورنہ میں نے بڑے بڑے ادب کو گمراہ کر دیا“ شیخ عبدالقادر شیطان کے اس حملے کو بھی سمجھ گئے اور فوراً کہا ”وہ جو جا مزدور! میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل کی وجہ سے تیری شرارت سے محفوظ ہوا ہوں۔“

عزیز بچو! دیکھا تم ہمارے ایک بہت بڑے بزرگ شیطان کے حملے سے کس طرح بچے۔ اس کہانی میں ہمارے بے دو سبق ہیں۔ ایک تو ہر حالت میں نماز قائم رکھنا۔ عزیزو! یہاں نماز کے فضائل بیان کرنے لگیں تو ختم نہ ہونے میں آئیں۔ یہی عمر ہے کہ خود کو نماز کا عادی بنا لو۔ ورنہ اگر اس عمر میں نماز سے کوتاہی کی تو ساری عمر یہ اچھی عادت نصیب نہیں ہو سکتی۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ جب تمہیں اچھا کام کرنے کی توفیق ہو تو اسے صرف اللہ کا فضل سمجھو۔ اور اس کا شکریہ ادا کرو۔ اس سے ہمارے اند میاں بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور جب اللہ میاں خوش ہو جائیں تو اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہوگی۔ اپنی تعریف کرنے سے غرور پیدا ہوتا ہے۔ جو اللہ میاں کو بالکل پسند ہے۔

## بقیہ مجلس فکر (مستعار سے آگے)

کوش ہوش سے سنیے۔ میرے ایک دوست تھے وہ تاجر پیشہ تھے۔ اور ان کی تجارت لندن سے ہوتی تھی۔ وہ درس باقاعدہ سنتے تھے، اس لئے ان کے خیالات صاف ہو گئے۔ بیوی اور بچوں کو نہ لائے۔ اس لئے وہ قرآن سے نا آشنا رہے آخری عمر میں وہ فالج میں مبتلا ہو گئے۔ ہیں ان کی بیماری پرسی کے لئے گیا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بیوی کہتی ہے کہ تو رہا ہی ہے اس لئے تجھ کو دوسری منزل میں کھانا نہیں بھیجی۔ بچے آ کر کھاؤ۔ لڑکے بھی نہیں پروا کرتے۔ ہر کام کے لئے وقت سے پہلے تیاری کی جاتی۔ اگر اس وقت بیوی بچوں کو دین نہ سکھایا تو جب حرمین اور بے دینی میں ٹکے ہوگی۔ تو وہ دین کی حمایت نہ کریں گے۔ بیکہ بے دینی کو پسند کریں گے۔

دوسری لائن رسم دروازہ کی ہے اس میں بھی بیویاں ہی گمراہ کر دیتی ہیں۔ آپ درس قرآن مجید کے خطبات اور محبس ذکر میں تشریف لاتے ہیں تو اللہ آپ کو دین کی کج عطا فرمادی وہ نہیں آتیں، ان کو یہ کچھ نہیں ہے۔ اس لئے وہ وقت پر آپ کو دھوکہ دیں گی، اور وہ کا فرمان رسم دروازہ اپنی شادی اور غمی میں پوری کر دکھائیں گی۔ یہ ہے اِنّٰی مَعِیْ اَزْوَاجُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ وَکُلُّکُمْ لَیْسَ اِیَّیْہِمْ اِسْکَافُہُمْ وَاَرْوَاحُہُمْ ہے۔

شیطان نے عوا عیساہ اسلام سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو بیٹا دے تو اس کا نام عبدالحارث رکھنا۔ حارث شیطان کا نام ہے۔ چنانچہ جو بیٹا پیدا ہوا نام رکھ دیا۔ بیوی نے یہ جرم کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہوم علیہ اسلام کو بھی ان کے ساتھ ہی جرم بھڑایا۔ بیوی اگر دین کے معاملہ میں بہکانا چاہے تو اس سے دو ٹوک فیصلہ کیجئے۔ اور کہئے کہ مانتی ہے تو مانو ورنہ ابھی طلاق دیتا ہوں انا ربہ وہ ایک ہی دھمکی سے سیدھی جو بائیں گی۔ اس سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں نے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھا ہے۔ وہ اگر ناراض ہو گئے۔ تو میرا کہیں ٹھکانہ نہیں تو اگر نہ رہی تو نہ سہی۔ تیری جیسی آدمی کی جانی جانی خدا کے فضل سے میری دکان چل رہی ہے۔ یا معقول تنخواہ مل رہی ہے۔ رشتے اور بہت۔ اسی لئے مر و کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ یہ آپ کی کمزوری ہے کہ آپ یہ کہہ کر بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔ کہ مستورات نہیں مانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو استطاعت عطا فرمائی۔ آمین ثم آمین کہنا میرا کام ہے اور کرنا آپ کا۔



ہفت روزہ

سالانہ ..... اربے  
ششماہی ..... چھ بیچے  
تربہ ..... چار آنے

# ہفت روزہ

دستور ایوان خبر ۱۰۴۶

مدیر

عبدالمتان چوہان

شمارہ (۱۶)

جلد (۱)

— کراچی ۲۳ اگست۔ ایک یونٹ بل بسٹور سائرسبلی میں پیش کر دیا گیا چوہان  
محمد علی نے اعلان کیا ہے کہ حکومت ایک یونٹ کے علاوہ باقی سب مسائل پر بحث  
کرنے کا پورا موقع دے گی۔  
— لاہور ۲۳ اگست۔ سکر کے نزدیک دریائے سندھ میں نہر دست سیلاب  
آگیا۔ پنجاب میں دریائوں کی سطح معمول پر آگئی ہے۔ مردان کے سیلاب رنگان  
کی مزید امداد کی گئی ہے۔  
— کینڈا بلانگا۔ ۲۳ اگست۔ مراکش اور الجزائر میں ڈیڑھ ہزار سے زائد قوم پرست  
ہلاک ہو چکے ہیں۔

— کراچی ۲۴ اگست۔ ایک یونٹ سے ہماری تاریخ میں ایک نئے وعدہ کا  
اضافہ ہو گیا۔ وحدت مغربی پاکستان کے مخالف اپنے مخصوص افراد کے  
حصول کیلئے کوشاں ہیں۔

— لاہور ۲۴ اگست۔ لاہور شہر میں تب وق کے مریضوں کی تعداد میں غیر  
معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ گذشتہ آٹھ ماہ میں ۱۸۵ افراد موت کا شکار ہوئے۔  
مرض پھیلنے کی بڑی وجہ ہسپتالوں کی کمی۔ غربت اور فیصحت بخش ماحول ہے۔  
— کراچی ۲۴ اگست۔ پاکستان کے سابق وزیراعظم مشر محمد علی امریکہ میں پکن  
کے سفیر مقرر کر دیئے گئے۔

— کراچی ۲۴ اگست۔ پاکستان کے قائم مقام گورنر جنرل اسکندر مرزا دستوریہ  
کی نشست سے مستعفی ہو گئے۔ دستوریہ کے سپیکر نے پنجاب اسمبلی سے کہا ہے  
کہ وہ ان کی جگہ ایک اور رکن منتخب کریں۔

— کراچی ۲۵ اگست۔ عوامی لیگ کی جانب سے کراچی کو ایک یونٹ  
کو الگ رکھنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دستوریہ کی حزب اختلاف کی طرف سے  
کہا گیا ہے اس مسئلہ پر عوام کی رائے معلوم کی جائے۔

— کراچی ۲۵ اگست۔ مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی نے مندرجہ کے رکن میاں  
جعفر شاہ سے ایک یونٹ بل کی مخالفت کرنے پر جواب طلب کر دیا۔ اگر ان کا جواب  
قنصلی جنشن نہ ہوتا تو ان کے خلاف انضباطی کارروائی کی جائے گی۔

— کینڈا بلانگا۔ ۲۵ اگست۔ الجزائر میں ۵۳ مزید قوم پرست ہلاک کر  
دیئے گئے۔

— کراچی ۲۶ اگست۔ بسٹور سائرسبلی کا اجلاس ۳۱ اگست تک ملتوی کر دیا گیا  
ہے۔ ملک فیروز خان نے اعلان کیا کہ یہ غلط ہے کہ ایک یونٹ پنجاب کے قانون  
کے لئے بنایا جا رہا ہے۔

— کراچی ۲۶ اگست۔ کراچی میں آج مراکش اور الجزائر میں فرانسیسیوں  
کے مظالم کے خلاف تہذیبی مظاہرے کیے گئے۔ فرانسیسی سفارت خانے کے  
سامنے فرانسیسی سامراج کا جنازہ جلایا گیا۔ پاکستانی بھوکا مساجد میں شمالی افریقہ کے  
مسلمانوں کے حق میں دعائیں کی گئیں۔

— نئی دہلی۔ بھارتی ایوان زیریں میں بینڈٹ بھوہر لعل نہرو نے اعلان کیا ہے  
کہ ہم کشمیر کے متعلق اپنے وعدوں پر قائم رہیں گے۔

— کراچی ۲۷ اگست۔ پاکستان کے وزیراعظم چوہدری محمد علی نے حکومت انیس  
سے اپریل کی سب سے زیادہ مراکش اور الجزائر کے عوام کو اپنے قومی عزم کو یاد کرنے کا

کا موقع دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان مالکیت و فون کو تشویش کی نظروں  
سے دیکھتی ہے۔ نیز انڈونیشیا براہ اوہ چین نے بھی فرانسیسی مظالم کی مذمت کی ہے۔  
— لاہور ۲۷ اگست۔ راجہ غنصر علی خاں نے اعلان کیا ہے کہ وہ دونوں درجہ  
اعظم کشمیر کے متعلق بحری فیصلہ کرنے کے لیے دو تین ماہ تک ملاقات کریں گے۔  
انہوں نے کہا کہ پاکستان کو ہنڈت نہرو کے بیان کے سوا کسی بیان سے تعلق نہیں  
— نئی دہلی ۲۷ اگست۔ پولیس کی زیادتیوں کے باعث ہمارے مسلمان جبر  
الاضحیٰ نہیں مناسکتے۔ بہت سے مسلمانوں کی گرفتاری اور پولیس کے ہاتھوں ایک  
خاتون کی ہلاکت کی خبر آئی ہے۔

## بقیہ شذرات

حالیہ دہائی میں جو کچھ کر دیا گیا ہے اس کا یہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر مریض نہ نکالو  
باشندگان کو جوت پر اجتماعی جہان نہ مانتا جائے گا لیکن بعد ازاں یہ اعلان خدا جانے کس  
میں حلول ہو گیا اور ابھی تک حقائق بہت دور ہیں۔ حکومت نے مشیر قانون کی معیت میں چار  
ممبران اسمبلی پر تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا تھا لیکن ان ممبران کی عدم توجہی کا پول بھی مشیر قانون  
صاحب نے کھول دیا ہے کہ وہ کوئی چھپی نہیں لیتے اور اس معاملہ میں کوئی مؤثر کارروائی نہیں  
ہو سکی۔ اس لئے میں آیا ہے کہ گجرات میں سروس کے دو تین ادنیٰ ملازمین کے خلاف پولیس ہتھیار  
تیار کر رہی ہے۔

عوام جانتے ہیں کہ یہ کارروائی کسی معمولی جنینیت کے اندر کی نہیں ہے۔ اور اگر اقلیتی کو کھینچ  
دیوے تو اس کے جرم تھے تو اب تک اس کو اخفائیں رکھنے کی کوششیں مصلحت تھی کیا ممکن  
ہیں۔ جس لیے ملازمین کے چال چلن سے ناراض تھے، مگر یہ پھر گز نہیں آتی واقعات  
پر اثر و رسوخ اور رشوت و سفارش کا آئینہ پڑا ہوا ہے۔ حقائق سب کو معلوم ہیں  
لیکن اب اعلان ہماری اخلاقی جرأت کا فقدان اور دوسری طرف اہل اقتدار کی بددیانتی ان  
کو منظر عام پر لانے میں مانع ہے جیسا کہ اخبارات میں آیا ہے کہ پولیس کو گناہ منطوطہ وصول ہو  
رہے ہیں۔ جن میں حقیقی واقعات سے واقفیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان چیزوں سے اخلاقی قدر  
کی بستی تو ضرور عیاں ہے لیکن نظم و نسق کی انتہائی گراؤ کی بھی آئینہ دار ہیں۔ اگر عوام کو  
پولیس کی ہر بات پر حفاظت کا یقین ہو تو اخلاقی راز کی ضرورت نہ تھی لیکن وہ جانتے ہیں کہ راز  
کھولنے سے مقتول کی داد دینی تو بایں دشواریاں ہیں وہ خود اس بہت کا شکار نہ ہو جائیں۔  
معزز قارئین! دیکھی آپ نے ہری حالت! اگر خدا نخواستہ اس واقعہ کا کھوج نہ  
لا۔ اور مجرموں نے کئے کی سزا نہ پائی تو جس قدر یہ بدعنوان مشہور ہو جائے اسی قدر قیام  
کی بیابانی اور دراندازی پسند بائیں اور اسی قدر ہی نظم و نسق کی بے بسی تسلیم ہو جائے گی۔  
ہم اہل پنجاب کو بالعموم اور باشندگان گجرات کو بالخصوص متنبہ کئے دیتے ہیں کہ دیکھنے والا  
دیکھ رہا ہے جس کی بارگاہ میں عدل و انصاف ہو کر رہے گا اور جن صاحب کاجرم ہو گا انہی وہ سزا  
پا لے گا۔ انہیں چاہئے کہ ایک مقتول اور عصمت بانہ میں کی فریاد نہ منکران سنی ذکر و بیان ہو  
سزا دے کر نہ صرف وہ انصاف کا قیام لے کر سیکے بلکہ اس سانحہ سے ہزاروں متاثر شدہ ہندو  
کو اطمینان کا دل دہی جس کے لیکن اگر انہوں نے اس چشم پوشی کی تو ہو سکتا ہے کہ وہ  
پر مجرموں کو قانون کے غم سے نجات دلا دیں لیکن وہ دن دور نہیں جب وہ خود بھی اس چشم پوشی  
کی بدولت مجرموں کی فہرست میں گھر سے کئے جائیں گے۔ (دہریہ)